عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۳۴ بتاریخ ۲۸ جنوری تا ۳ فروری ۱۹۹۴ء

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیشگوئیاں

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اہمیت

حقیقت اسلام اور صورت اسلام

مرزا قادیانی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں

محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی ایک محققانہ تحریر

ایک انگریز کی داستان قبول اسلام

شمع ختم نبوت کے پروانوں اور اہل خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1 شعبہ **تصنیف و تالیف** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔

2 شعبہ **تبلیغ** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔

3 شعبہ **تدریس** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوٰۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)	(محقق العصر حضرت مولانا)	(حضرت مولانا)
خان محمد عفی عنہ	محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ	عزیز الرحمٰن جالندھری
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ :- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون : ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوة
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۳۴ ● بتاریخ ۱۷ شعبان المعظم تا ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۲۸ جنوری تا ۳ فروری ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ قسم اللہ کی خاموش ہرگز رہ نہیں سکتے (نظم) ———— ۴
۲۔ مسلمانوں کو قادیانیوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت (اداریہ) ———— ۵
۳۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیشگوئیاں ———— ۶
۴۔ ہمت شکن اور دل توڑنے والی بات ———— ۸
۵۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اہمیت ———— ۱۰
۶۔ حقیقت اسلام اور صورت اسلام ———— ۱۱
۷۔ کبھی ایسا بھی ہوا تھا ———— ۱۳
۸۔ تحفظ شریعت کی ضرورت کیوں؟ ———— ۱۵
۹۔ بد خلقی سے معاشرے میں بگاڑ ———— ۱۶
۱۰۔ تین نومسلم عورتوں کے پیغامات (دوسری قسط) ———— ۱۷
۱۱۔ اسلامی زندگی میں علم کی اہمیت و فضیلت ———— ۱۸
۱۲۔ ایک انگریز کی داستان قبول اسلام ———— ۲۰
۱۳۔ مرزا قادیانی کا مقدمہ اللہ کی عدالت میں ———— ۲۲

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

مدیر کمپیوٹر
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۱۵۰ ڈالر
بینک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پرونا لائن کراچی

قسم اللہ کی خاموش ہرگز رہ نہیں سکتے

افسر میرٹھی

میرا پیغام ہے ملت کے سارے رہنماؤں کو
لگا کر دھڑ کی بازی روکو زہریلی ہواؤں کو

اٹھو اٹھ کر بدل دو دہر کی خونی فضاؤں کو
بتادو ہاں بتادو وقت کے فرمانرواؤں کو

نہ ہونے دیں گے ہرگز منتشر ہم اپنی وحدت کو
بدل سکتا نہیں کوئی بھی آئین شریعت کو

ہمیں اپنے نبیؐ سے ہے محبت بھی، عقیدت بھی
کلام اللہ بھی پیش نظر ہے اور سنتؐ بھی

امین دین فطرت ہیں کریں گے ہم حفاظت بھی
لہو گرما گیا سینوں میں جاگی ہے حمیت بھی

ہم اپنے خون کے چھینٹوں سے یہ اعلان کرتے ہیں
کہ دین مصطفیؐ پر جان تک قربان کرتے ہیں

سہیں ہم نے فسادوں میں قیامت خیزیاں کیسی
کٹے سر بھی ہمارے دیکھتی آنکھوں لٹے گھر بھی

ستم لاکھوں ہوئے ہم پر رہے خاموش ہم پھر بھی
رہی تاریخ اب تک یہ ہماری بے زبانی کی

مگر اب دین میں اپنے شرارت سہہ نہیں سکتے
قسم اللہ کی خاموش ہرگز رہ نہیں سکتے

سکھائی ہے ہمارے دیں نے امن و آشتی ہم کو
دل و ریشہ میں یک جہتی و بھائی چارگی ہم کو

خدا شاہد ہے کسی سے بھی نہیں ہے دشمنی ہم کو
مگر مذہب سے پیاری تو نہیں ہے زندگی ہم کو

اگر مذہب پہ آنچ آئی تو ہم شمشیر براں ہیں
برہنہ تیغ میں تلوار ہیں یعنی مسلماں ہیں

ہمارا دین ہی وہ دین ہے دنیا کے دینوں میں
منور شمع عرفاں جس کی ہے تاریخ سینوں میں

اگا ہے سبزہ جسکے دم سے پتھریلی زمینوں میں
ہوا پیدا شعور زندگی صحرا نشینوں میں

سبق تزئین گلشن کا دیا ہے باغبانوں کو
سکھائے ہیں اصول حکمرانی حکمرانوں کو

ہمیں سمجھے نہیں شاید اب تک یہ جہاں والے
ہمارے سامنے کرتے ہیں سرخم آسماں والے

رقم تاریخ میں ہیں ہم سنہری داستاں والے
سمجھ کر سوچ کر ٹکرائیں ہم سے گلستاں والے

ہمارے دیں میں گنجائش نہیں ہے منہ شگافی کی
کہ اکملت لکم قرآن میں ہے ارشاد ربانی

اصولوں سے بغاوت کوئی اس کے کر نہیں سکتا
کوئی تبدیلی اس میں تاقیامت کر نہیں سکتا

مقدم کو موخر تک کی جرات کر نہیں سکتا
قبول اس کو خراج دین فطرت کر نہیں سکتا

کہو ڈنکے کی چوٹ افسر ہمارا دین سچا ہے
اسی پہ ہم کو جینا ہے اسی پہ ہم کو مرنا ہے

مسلمانوں کو قادیانیوں کے فریب سے ہوشیار رہنے کی ضرورت

مرزائیوں میں دو گروپ ہیں۔

1 **قادیانی گروپ**۔ جس کا تعلق ربوہ سے ہے۔ اس نے خلافت کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔

2 **لاہوری گروپ**۔ جس کا تعلق لاہور سے ہے' اس کا صدر دفتر لاہور ہے۔ اس گروپ میں خلافت کا سلسلہ نہیں۔ صدر یا امیر ہوتا ہے۔

اول الذکر گروہ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتا ہے' مسیح اور مہدی بھی سمجھتا ہے۔ ثانی الذکر زیادہ تر مرزا قادیانی کے مجدد ہونے پر زور دیتا ہے۔ امت مسلمہ کے نزدیک یہ دونوں گروہ کافر' مرتد' زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لاہوریوں اور قادیانیوں میں مرزا محمود کی خلافت پر جھگڑا ہوا تھا۔ مرزا محمود کی نام نہاد خلافت سے پہلے لاہوری بھی اسی عقیدے کا اظہار کرتے تھے' جس کا قادیانی کرتے ہیں یعنی وہ بھی نبی مانتے تھے۔

مرزا قادیانی نہ نبی تھا' نہ مجدد' نہ مہدی تھا اور نہ مسیح' بلکہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا' جس کا اظہار خود اس نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے اپنی کتابوں میں انگریز کی اطاعت کو اسی طرح فرض قرار دیا ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے۔

سرکار دوعالم' رحمتہ للعالمین' تاجدار ختم نبوت سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں جو پیشگوئی فرمائی تھی' اس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "قریب ہے میری امت میں تیس دجال اور کذاب پیدا ہوں گے۔ ان میں کا ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں حالانکہ میں انبیاء کا خاتم یعنی آخر ہوں' میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔" (مفہوم)

اس فرمان نبوی میں چار باتیں غور طلب ہیں:

1 جن جھوٹے مدعیان نبوت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی' وہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے کسی اور امت سے نہیں۔

2 وہ دجال اور جھوٹے ہوں گے۔ 3 ان میں کا ہر ایک دجال اور کذاب' نبوت کا دعویدار ہوگا۔ 4 میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

چنانچہ جب ہم اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مرزا قادیانی کے دعاوی پر غور کرتے ہیں تو آپؐ کے فرمان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ کسی بھی مرزائی سے پوچھو کہ مرزا کون تھا؟ تو وہ یہی جواب دے گا کہ امتی نبی۔ جس کی تشریح وہ یوں کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی' حضورؐ کے تابع نبی تھا۔ انہوں نے مرزا کے لئے ایک بالکل نئی اصطلاح ظلی اور بروزی کی بھی وضع کی۔ مرزائی' امتی نبی کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں۔ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی' اس میں یہی فرمایا تھا کہ وہ جھوٹے دجال میری امت میں سے ہوں گے' اس لئے حضورؐ کے فرمان کے مطابق مرزا جھوٹا ہے تو پھر وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور کذاب کے الفاظ استعمال فرمائے' کسی غلط بات کو سچا یا صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا دجل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو امتی یا ظلی' بروزی نبی کہنا سراسر دجل اور فریب ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے ایسے دعویداروں کو دجال اور جھوٹا قرار دیا اور مرزا قادیانی' حضورؐ کی پیشگوئی کے مطابق انہی تیس دجالوں میں ایک دجال اور انہی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ فعلیہ لعنتہ اللہ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کہ میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ پر ظلی بروزی' تشریعی غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت کا اختتام ہو چکا ہے۔ اسی معنی کو مرزا قادیانی نے یوں بیان کیا ہے۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را بروشد اختتام (سراج منیر ص ز)

قادیانی جیسا رنگ دیکھتے ہیں' ویسا ہی ڈھنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ عقیدتاً "تو وہ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں' لیکن جب کسی سادہ لوح مسلمان کو اپنے دام تزویر میں پھانسنا مقصود ہو تو پہلے اس سے دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہیں' کھانا کھلاتے ہیں' چائے اور بوتلیں پیش کی جاتی ہیں' اس کے بعد اپنی جماعت کے کارنامے سنانا شروع کر دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم تو مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں' یہ مولوی خواہ مخواہ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ شکار ہمارے جال میں پوری طرح پھنس چکا ہے تو پھر اسے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آئیں گے حالانکہ بقول ان کے کسی کا آسمان پر جانا' اتنا طویل عرصہ زندہ رہنا عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ مسیح مر چکا ہے' مرزا صاحب ہی مسیح ہیں اور چونکہ آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے' اس لئے مرزا صاحب نبی ہیں۔ پس وہ سادہ لوح مسلمان اس کے فریب میں آکر مرتد ہو جاتا ہے اور جہنم کا قیدی بن جاتا ہے۔ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے مرزائیوں کی اصل کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے' اس لئے جہاں کہیں بھی ایسی صورتحال پیدا ہو تو انہیں چاہئے کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر سے رابطہ قائم کریں۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی اصل کتابیں دیکھ کر ہی ان پر مرزائیت کی اصل حقیقت منکشف ہوگی۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم 5 سچی پیشین گوئیاں

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی پیشن گوئیاں فرمائیں وہ حرف بہ حرف پوری ہوئیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری ۲۳سالہ زندگی میں ایک ایسی پاک اور جامع کتاب نازل فرمائی' جو تمام انسانی ضروریات کی حامل ہے۔ انسانی زندگی کے کسی شعبے کو نامکمل اور تشنہ تکمیل نہیں رکھا۔ اس میں توحید و رسالت کی مکمل تعلیم ہے۔ قرآن احکام و قوانین کی مکمل کتاب ہے۔ یہ شعائر اسلام کی جامع تعلیم دینے والی کتاب ہے۔ چونکہ قرآن مجید اپنی جامعیت کے اعتبار سے آخری شریعت کی کتاب ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے اعتبار سے آخری رسولؐ ہیں اور حضورؐ ہی کے ذریعے انسانیت کی تکمیل کرانی تھی اس لئے آپؐ میں تمام اعلیٰ خوبیاں پیدا کردی گئی تھیں' جو ایک رسول و نبی کے لئے ضروری تھیں۔ مثلاً عمدہ اخلاق' انصاف اور دیانت' انبیاء سابقین کی شہادت' معجزہ یعنی خرق عادات کا صدور' عمدہ تعلیمات مثلاً کتب سابقہ اور انبیاء کا احترام پیشگوئیوں کی صداقت' ختم نبوت۔ آپ کے بعد کسی جدید نبی کی عدم ضرورت' آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کا کذب اور آپؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا اور یہ تمام خوبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا فرما کر آپؐ کو خاتم النبیین اور رحمت للعالمینؐ بنا کر بھیجا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جو بھی الفاظ نکلے وہ صحیح ثابت ہوئے۔ مسلمان تو مسلمان کفار کو بھی آپ کی زبان اقدس کی سچائی پر یقین تھا۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے واقعات ملتے ہیں' جن میں سے چند ایک نمونہ کے طور پر درج ذیل ہیں۔

ابوجہل کی شہادت

مشرکین مکہ کے سردار ابوالحکم بن ہشام یعنی ابوجہل کہا کرتا تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تجھ کو جھوٹا نہیں کہتا لیکن تمہاری لائی ہوئی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتا ہوں۔ اس کے متعلق قرآنی آیت نازل ہوئی۔

قد نعلم انه ليحزنك الذى يقولون فانهم لا يكذبونك و لكن الظلمين بايات الله يجحدون۔

ترجمہ۔ "ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔"

(ترجمہ شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق اور امین ہونے کا چرچا پورے عرب میں تھا حتیٰ کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ابوسفیانؓ سے قیصر روم نے بھرے دربار میں سوال

تحریر۔ مولانا محمد نذر عثمانی' مبلغ ختم نبوت کراچی

کیا کہ تمہارے ہاں جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے' اس کے اس دعویٰ سے پہلے کبھی تم نے اس کو دروغ گو(جھوٹ بولنے والا) بھی پایا تو ابوسفیانؓ نے جواب دیا نہیں۔ اس کے بعد قیصر روم نے جو تقریر کی وہ یہ ہے۔

"میں نے تم سے پوچھا کہ اس نے کبھی جھوٹ بولا۔ تم نے جواب دیا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء باندھتا تو آدمیوں پر افتراء باندھنے سے کب باز آتا یعنی جو شخص مخلوق سے جھوٹ نہ بولے ہمیشہ راست بازی سے پیش آئے وہ بھلا کب خدا پر بہتان باندھے گا۔"

(بخاری باب بدء الوحی)

نضر بن حارث کی شہادت

"اے قوم قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوئے' وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ' صادق القول اور امین ہیں۔ اب جبکہ ان کے بالوں میں سپیدی آچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو وہ ساحر ہے' کاہن ہے' شاعر و مجنون ہے۔ خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کوئی بات نہیں تم پر یہ کوئی مصیبت ہی نئی آئی ہے۔"

(سیرۃ ابن ہشام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی تو قرآن بھی شہادت دیتا ہے۔

فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون۔

ترجمہ۔ "میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے۔"

آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گزرے' اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا۔ میرا صدق و عفاف' امانت و دیانت و اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل ہے۔ تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس سال تک کسی انسان سے جھوٹ کا الزام نہ لگایا ہو کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ خداوند قدوس پر جھوٹ باندھے اور افترا کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک امتی کا یہی عقیدہ ہو سکتا ہے کہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔ چاند ستارے بے نور ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے حروف کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔ ایک جنگ میں ایک آدمی بڑے جوش و جذبے سے کفار کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہیں' صحابہؓ اس کی تعریف فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ صحابہ کرامؓ حیران و پریشان کہ ایک آدمی خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا کیسے جہنمی ہو سکتا ہے۔ اس آدمی کو حالت جنگ میں کافی زخم لگتے ہیں جن کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ آدمی خودکشی کرلیتا ہے اور صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی پیشگوئیاں کیں' وہ سب کی سب حرف بحرف پوری ہوئیں' جن کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں۔

وهم من بعد غلبهم سيغلبون۔

جنگ فارس و روم میں رومیوں کے مغلوب ہونے کے بعد غالب ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی' تاریخ شاہد ہے کہ چند سالوں کے بعد رومی غالب آگئے۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنين۔

عمرۃ القضاء کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی کہ مکہ پر

کافروں کی حکومت کے باوجود مسلمان پرامن طریقے سے بیت الحرام میں داخل ہوں گے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

سیھزم الجمع ویولون الدبر۔

یہ جنگ بدر کے موقع پر پیشگوئی فرمائی چنانچہ مکہ کے تمام جنگی سپوت اور سورماؤں کو شکست ہوئی۔ بڑے بڑے سورما مارے گئے اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔

الغرض اسی طرح جو بھی پیشگوئی فرمائی وہ حرف بحرف ثابت ہوئی۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد تیس جھوٹے دغاباز ظاہر ہوں گے اور یہ سب کے سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین یعنی سب سے آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق مکار' دغاباز' جعلی نبوت کے دعویدار پیدا ہوتے رہے۔ اپنی شیطانی حرکتوں سے سچے دین کو تباہ کرنے والوں میں مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' مختیار ثقفی' سجاح وغیرھم باوجود طاقت و قوت کے اسلام جیسے مقدس اور آسمانی مذہب کو مٹانے کی ناکام سعی کرتے رہے۔

اب بھلا عیسائیوں کے پروردہ غلام ابن غلام مرزا غلام احمد قادیانی جیسے خود ساختہ نبی کے ہاتھوں دین اسلام کا پیارا چمن مٹ سکے گا' ہرگز نہیں۔ مرزا کے پیشرؤوں میں سلیمان بن حسن باطنی نامی ایک شخص تھا۔ یہ شخص تلوار اور طاقت کے زور سے اپنی نبوت قائم کرنا چاہتا تھا مگر مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر بحرین کی جانب فرار ہوا۔ مذکورہ بالا شخص بحرین کا رہنے والا تھا۔ یہ فرقہ باطنیہ کا نہایت ہی خونخوار اور جنگجو لیڈر تھا۔ اس نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کو لوٹا اور ۳۱۳ھ میں اس نے کوفہ کو تاراج کر ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں عین ایام حج میں خانہ کعبہ پر حملہ کرکے تمام طواف کرنے والوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور ان کو لاشوں سے چاہ زم زم کو پاٹ دیا۔ ۳۱۸ھ میں بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا مگر ایک مقام پر کسی عورت نے چھت سے ایک بڑا پتھر لڑھکا کر اس مردود کو جہنم واصل کردیا۔ اس کی عسکری طاقت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا اور اس کے مظالم کے تصور سے بدن لرز جاتے۔ صدی سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا کہ علماء دین محدثین اکابر ملت اپنی تحریر اور تقریر سے قادیانی مذہب اور اس کے لٹریچر اور ان کے مناظرے کا منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ الحمدللہ ہر محاذ پر قادیانیوں کو زک اٹھانا پڑی اور آئندہ بھی اہل علم اور پڑھے لکھے نوجوانوں کا طبقہ قادیانی کذب و افتراء کا تار پود بکھیر رہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے سچے ہونے کے لئے پیشگوئیوں کا سہارا لیا تھا لیکن بارگاہ لم یزل نے اس کی ہر بات جھوٹ ثابت کردی۔

مرزا قادیانی کی پیشگوئی

عبداللہ آتھم سے مناظرہ ۵ جون ۱۸۹۳ء جب مرزائی کی عمر تقریباً ۵۳ برس کی ہوئی تو مشہور عیسائی مناظر عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ مجھے پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس مولف مرزا غلام احمد قادیانی)

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک پندرہ ماہ گزر گئے۔ مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی نہیں مرے' مرزا قادیانی بقول خود جھوٹا ٹھہرا' روسیاہ ہوا' مسلمانوں کے علاوہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے جس قدر مرزا کی بے عزتی ہوئی وہ عبرت کے لئے نقل ہیں۔ عیسائیوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں مرزا قادیانی کے بارے میں اس طرح کے اشعار لکھے۔

ارے سن لو رسول قادیانی
لعین و بے حیا شیطان ثانی
نہ باز آیا تو کچھ کہنے سے اب بھی
بڑھاپے میں یہ ہے جوش جوانی

اعتراف رسوائی

مرزا غلام احمد قادیانی نے خود بھی لکھا کہ مخالفین نے بہت خوشی کی اور تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی سراج منیر ص ۷ پر لکھتا ہے۔

''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی کلکتہ دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام (مرزائی کفریہ مذہب) پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب مولوی اور یہودی صفت اخبار والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ ملائے ہوئے ہیں۔''

مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو ایسی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا کہ شاید تاریخ میں کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوا ہوگا۔

مسلمانو اٹھو

رسول رحمت کا کلمہ پڑھنے والو! تاج و تخت ختم نبوت کی

باقی ص ۲۶ پر

اسلام اور اہل اسلام کیخلاف یہود و نصاریٰ کی
خوفناک سازشوں سے پردہ اٹھانیوالی عظیم الشان کتاب
الکامل اردو
مسلمانوں کے اصل اور بدترین دشمن کون؟
مسلمانوں میں خلافت کا خاتمہ اور جمہوریت کے فروغ میں کیا خطرناک مقاصد شامل تھے؟
مسلمانوں میں قومیت اور وطنیت پرستی کو فروغ دینے میں کون کونسے بھیانک عزائم کارفرما تھے؟
ترکی سے اسلام کو مٹانے کا یورپی منصوبہ اور مصطفیٰ کمال اتاترک کا اسلام دشمن کردار
حقوق نسواں کے پردے میں عورتوں کے استحصال کا بین الاقوامی منصوبہ
مدرسہ کی جگہ اسکول اور کالج کا سامراجی منصوبہ، کیا کھویا کیا پایا؟
اسلامی نظام تعلیم کے حیرت انگیز کارنامے اور دور جدید اور قدیم پر اس کے احسانات
کتاب اتنی حیرت انگیز اور دلچسپ ہے کہ آپ مطالعہ شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر نہ رہ سکیں گے
کل صفحات 704 کمپیوٹرائزڈ کتابت۔ کاغذ اور طباعت نہایت عمدہ
ہدیہ 200 روپے اساتذہ اور طلبا کیلئے رعایتی ہدیہ 150 روپے
خط لکھ کر طلب فرمائیں
فون 7729249
ادارۂ احیائے سنت
20/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی پوسٹ کوڈ 74200

تحریر:۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی

ہمت شکن اور دل توڑنے والی بات

بلاشبہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے زیادہ اذیت جس بات سے پہنچی ہوگی' وہ میرے خیال میں بنی اسرائیل کا ان سے یہ کہنا تھا کہ۔

اوذینا من قبل ان تاتینا و من بعد ما جئتنا۔ (الاعراف:۱۲۹)

"تمہارے آنے سے پہلے بھی ہم کو اذیتیں پہنچتی رہیں' اور آنے کے بعد بھی۔"

یہ بات حضرت موسیٰؑ کے لئے فرعون کی اس بات سے زیادہ دل توڑنے والی اور حوصلہ شکن تھی جبکہ اس نے کہا تھا کہ۔

"ہم ان کے بیٹوں کو قتل کرا لیں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے' اور بلاشبہ ہم ان پر غالب ہیں۔"

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور ذلت کی زندگی سے نجات دلائیں اور اللہ کی طرف ان کی رہنمائی کریں لیکن انہوں نے اس احسان کا بدلہ کیا دیا؟ کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے بھی ہمیں اذیتیں پہنچتی رہیں' اور آنے کے بعد بھی یہی صورتحال ہے۔ یہی نہیں بلکہ جیسا کہ سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول نقل کیا ہے' جن کے پاس خدا کے کئی کئی پیغمبر اور ہدایت کے قاصد آئے تھے۔

قالوا انا تطیرنا بکم۔

"وہ بولے ہم تم کو نامبارک سمجھتے ہیں۔"

اسی زبان اور لہجہ میں گویا بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ سے کہنا چاہتے تھے کہ تم ہمارے لئے منحوس ثابت ہوئے (کہ تمہاری وجہ سے ہمارے سینکڑوں ہزاروں بچے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے) یہ کس درجہ جگر خراش اور دل توڑنے والی بات ہے کہ جس قوم کے لئے انسان جان دے' قربانیاں دے' عیش و آرام کی زندگی تج دے' زندگی کو خطرہ میں ڈالے' وہ لوگ اس سے احسان فراموشی' ناشکری اور ناقدری کا معاملہ کریں۔ اگر وہ احسان کا اعتراف نہیں کر سکتے تھے تو کم سے کم درجہ یہ تھا کہ خاموش ہی رہتے مگر وہ تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں مصائب آپ کے آنے سے پہلے بھی جھیلنا پڑے اور وہی مصائب آپ کے آنے کے بعد بھی جھیلنا پڑ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو نحس سمجھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کا وجود ہماری مصیبتوں کا سبب ہے۔ جب سے آپ آئے ہیں ہم مصائب میں اس طرح گرفتار ہیں جس طرح آپ کی آمد سے پہلے مبتلائے رنج و آلام تھے۔ مصائب کا ایک تسلسل ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

داعی ہر حال میں داعی رہتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا کیا جواب دیا؟ یہ ایک دوسرا موقف ہے۔ ایک نبی برحق اور صاحب وحی داعی الی اللہ کا' انہوں نے اپنی قوم کی اس دل آزار بات کا نوٹس نہیں لیا اور نہ غضب ناک ہوئے۔ گویا اس حقیر بات کو انہوں نے سنا ہی نہیں اور جو بات اس کے جواب میں کہی اس سے پیغمبرانہ وقار اور منصب نبوت کے شایان شان حلم و بردباری کا اظہار ہوتا ہے۔

قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون۔ (الاعراف:۱۲۹)

"کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دے پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔"

ایک داعی کی شان ہی زالی ہوتی ہے۔ وہ ہر حال میں اور ہر جگہ داعی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کہیں تو غلط نہیں ہوگا کہ وہ کھانے پینے میں بھی داعی دکھائی دیتا ہے۔ اپنے گھر میں اپنے افراد خاندان کے ساتھ' اپنے بال بچوں کے ساتھ زندگی گزارنے میں رنج و غم کے موقع پر اس کے داعی ہونے کی شان اس سے جدا نہیں ہوتی۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں بھی یہی بات نظر آتی ہے کہ ہر حال میں آپ' داعی نظر آتے تھے۔ یہاں حضرت موسیٰؑ کی سیرت میں بھی یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری اور ناقدری کی بات نے ان پر اثر ہی نہیں کیا اور اس کو نظر انداز کر کے کہنے لگے۔

"قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے اور اس کی جگہ تمہیں زمین کا خلیفہ (مالک) بنا دے۔"

حضرت موسیٰؑ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہا کہ۔

"ہوش میں رہنا کہیں پھر تمہارا نفس تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے اور دوبارہ پھر کہیں انہی غلطیوں کا ارتکاب نہ کر بیٹھو جو پہلے تم سے سرزد ہو چکی تھیں۔"

اس لئے بات کو اس طرح مکمل فرما دیا۔

فینظر کیف تعملون۔

"پھر دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔"

یعنی ایسا نہ ہو کہ تم قبطیوں کی طرح دنیا سے لطف اندوزی میں پڑ جاؤ یا فرعون اور اس کے ہالی موالی کی طرح دنیاوی عیش و آرام کو اپنا شعار بنا لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک موقع دینے والا ہے کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو' تمہارا کیا طریق عمل رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قبطیوں کو زمین کا وارث بنایا ہے' تمہیں بھی بنا سکتا ہے۔

ان الارض للہ یورثھا من یشاء و من عبادہ و العاقبۃ للمتقین۔ (الاعراف:۱۲۸)

"بلاشبہ زمین اللہ کی ہے' اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے اور انجام کار کی بھلائی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔"

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون۔ (الانبیاء:۱۰۵)

"اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے۔"

یہاں جو بات واضح کرنا مقصود ہے وہ یہ ہے کہ داعی الی اللہ کے اعصاب پر دعوت کی روح غالب رہتی ہے لہٰذا جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے اور جو عمل بھی اس سے صادر ہوتا ہے اس سے دعوت کی روح جھلکتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے کچھ اور چاہا اور اللہ تعالیٰ

نے کچھ اور کر دیا

ایک دوسری صورت اور سامنے آتی ہے جو بہت ہی نازک اور کشاکش کی صورت ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر فرعون کی حدود مملکت سے باہر جانے لگے تاکہ اس سرزمین سے آزاد کرا دیں جہاں وہ ذلت اور رسوائی میں دن کاٹ رہے تھے اور جہاں ظالم و جابر حکمران کی حکمرانی تھی اور جہاں مذہب اور قومیت کی وجہ سے ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے فیصلہ کیا کہ ان کو سینائے کے جزیرہ نما میں لے جائیں' جو فرعون کی شہنشاہیت سے باہر تھا۔ یہاں عجیب بات سامنے آئی' حضرت موسیٰؑ کی خواہش تو صرف اس قدر تھی کہ ان لوگوں کو فرعون کی حدود سلطنت سے باہر ایک جائے امن تک پہنچا دیں۔ بنی اسرائیل کچھ اور امید باندھے ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ تھی کہ فرعون اور اس کے لشکر کو غرق دریا کر دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات کی تاریکی میں سفر شروع کیا۔ جزیرۂ عرب اور صحرائے افریقہ کے درمیان ایک ہی خشکی کا راستہ تھا جو افریقہ اور ایشیاء کو دوسرے سے جوڑتا تھا۔ اور وہ مصر کے شمال مشرق کی جانب تھا لیکن رات کی تاریکی میں حضرت موسیٰؑ راستہ بھول گئے۔ یہ بھول کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ قضاء و قدر کا فیصلہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی ایک طے شدہ تدبیر تھی۔ وہ بجائے خشکی کے راستے کے بحری راستے کی طرف چل پڑے۔ اگرچہ خشکی کی طرف نکلنے والا راستہ مختصر تھا۔ مگر رات کی تاریکی میں وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ جب صبح کی پو پھٹی تو دیکھا کہ دریا سامنے ہے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر ہے۔ لوگ چیخ اٹھے کہ اب کیا چارۂ کار ہے۔ ان کو حضرت موسیٰؑ سے بدگمانی ہونے لگی۔ جو پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔ کہنے لگے آپ ہم کو ایسی جگہ لے کر آئے ہیں جہاں ہم فرعون کے چنگل میں پھنس جائیں۔ آگے دریا پیچھے دشمن "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔" اب کیا کریں۔ حضرت موسیٰؑ کی یہاں بھی پیغمبرانہ اور داعیانہ شان نمایاں ہوتی ہے۔ سورۃ شعراء میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے۔

فلما تراء الجمعن قال اصحب موسی انا لمدرکون۔ (الشعراء ۶۱)

"جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰؑ کے ساتھی کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑ لئے گئے۔"

اس موقع پر کسی سیاسی لیڈر کا جواب کیا ہو سکتا تھا؟ یہی ناکہ ہم نے بہت سوچ سمجھ کر اور باریک بین پلان بنایا ہے اور ہم بالکل ٹھیک ٹھیک اپنی پلاننگ کے مطابق چل رہے ہیں اور ہم کامیابی حاصل کر کے رہیں گے' ہمیں اس کا بالکل یقین ہے۔

ہرگز نہیں! میرا رب میرے ساتھ ہے' وہ مجھے راستہ بتائے گا

لیکن ایک صاحب علم و امانت پیغمبر حضرت موسیٰؑ نے کیا جواب دیا۔ فرمایا۔

کلا ان معی ربی سیھدین۔ (الشعراء ۶۲)

"ہرگز نہیں! میرا رب میرے ساتھ ہے' وہ مجھے رستہ بتائے گا۔"

یہ بات انہوں نے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ فرمائی۔ پورے اطمینان قلبی اور انشراح صدر سے کی۔ اس جملہ کا ہر لفظ بتا رہا ہے کہ ان کو اپنے مالک پر کس درجہ اعتماد ہے اور اللہ کی قدرت و عظمت پر کس درجہ یقین تھا اور انہیں پورا یقین تھا کہ یہ راتوں رات کا سفر محض اللہ رب العزت کے حکم سے ہوا۔ وہ رب کریم جو اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا۔ اس کا وعدہ کبھی خطا نہیں کرتا لہٰذا اس بحر بیکراں کا یا خوف اور لشکر جرار سے کیا ہراس؟

اس بات کا خوف کہ وہ اپنے ماننے والوں کو دشمن کے لئے لقمہ تر بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت سے بہت بعید ہے۔ یہ تو کسی نیک خو حکمراں سے' کسی شفیق باپ سے' کسی صاحب مروت اور شریف انسان سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی چنانچہ اگرچہ صورت حال بہت ہی بھیانک اور ظاہری آنکھوں سے خطرات میں لوگ گھر گئے تھے۔ پھر بھی ان کو ذرہ برابر شک و شبہ نہیں تھا۔ آخر وہ نبی برحق تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایماء ہی سے وہ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات چل پڑے تھے اور جب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہر شے ہے' کائنات سب اس کی ملکیت ہے' تو ایسی کوئی بات سامنے نہیں آسکتی جس سے خوف و ہراس کو دل میں جگہ دی جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے پورے یقین اور جوش سے فرمایا۔

"ہرگز نہیں! اللہ میرے ساتھ ہے' وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔"

اس واقعہ کو جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے' ایک دوسرے واقعہ سے ملا کر دیکھئے۔ اس کا بھی قرآن کریم ہی نے ذکر کیا ہے' اور وہ واقعہ حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (التوبہ ۴۰)

(اس وقت) دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں (غار ثور) میں تھے' اس وقت اپنے ساتھی کو کہہ رہے تھے غم نہ کرو' خدا ہمارے ساتھ ہے۔"

اس کی تفصیل صحیح بخاری میں پڑھیئے۔ جس کو تمام سیرت کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے کہ حضرت ابوبکر کو مشرکین قریش کی آہٹ محسوس ہوئی اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پیر کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم ان دو کے بارے میں کیا سوچتے ہو جن کا تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہے؟" "ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما؟"

ان دو عظیم پیغمبروں کے واقعات میں کس درجہ مماثلت ہے' اس پر غور کیجئے۔ ان دونوں پیغمبروں کے درمیان قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں منصب نبوت پر فائز تھے اور ان کے اندر وہ پختہ یقین تھا' جو آج بھی کروڑوں انسانوں کے ایمان و یقین کا باعث ہے۔ ان دونوں پیغمبران برحق کا یقین' اللہ کی قدرت پر اعتماد' اس کی رحمت و رافت پر بھروسہ اس درجہ کا تھا کہ جس کو بڑے سے بڑا فلسفی' حکیم وقت' ذہانت و ذکاوت کے پتلے چھو نہیں سکتے تھے۔ بلاشبہ یہ اللہ کی دین ہے' جسے وہ چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے۔

بقیہ۔ کبھی ایسا بھی ہوا تھا

سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالقاسم وہ عماری جو باقی رہ گئی ہے وہ میرے لئے ہے۔ تم بغداد جا کر لوگوں کو ہدایت دو اور معرفت کا راستہ بتاؤ لیکن اس سے پہلے مجھے ایمان کی تلقین کرو۔ آپ نے فوراً" اس کو کلمہ شہادت پڑھا کے مسلمان کیا اور اب وہی پہلوان وہی تلوار لے کر اپنی قوم پر حملہ آور ہوا جس سے آپ کے آٹھوں مریدوں کو شہید کر دیا تھا چنانچہ وہ آٹھ رومیوں کو مار کر خود بھی شہید ہو گیا اور آپ نے میدان جنگ چھوڑنے سے پہلے یہ دیکھ لیا کہ اس عماری میں جو باقی رہ گئی تھی اس پہلوان کی روح پہنچ گئی اور وہ سب عماریاں فضا میں غائب ہو گئیں۔

(سیرت حضرت جنیدیؒ)

ندامت سبب توبہ

سید الاولیاء حضرت شیخ علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک رئیس تھا وہ ایک روز اپنے باغ میں گیا۔ اس باغ کے باغباں کی بیوی بہت خوبصورت تھی وہ اس کو دیکھ کر مبتلا ہو گیا اور کچھ بہانہ سے باغباں کو کسی کام پر بھیج دیا اور عورت سے کہا کہ دروازے بند کر دے۔ عورت نے کہا کہ میں نے اور تو سب دروازے بند کر دیئے ہیں مگر ایک دروازہ مجھ سے بند نہیں ہو سکا۔

پوچھا۔ وہ کون سا؟

عورت نے جواب دیا کہ۔

"وہ دروازہ جو ہمارے اور خدا کے درمیان ہے۔"

عورت کے اس جملہ کا رئیس پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً" استغفار پڑھا اور اپنے فاسد ارادے سے باز آگیا۔

(کشف المحجوب)

بقیہ۔ صورت اسلام

حامل تھے اور حقیقت سے یکسر خالی تھے ان کو وہ ان لکڑیوں سے تشبیہہ دیتا ہے جو کسی سہارے رکھی ہوئی ہیں۔ وہ فرماتا ہے۔ "اگر تم ان کو دیکھو تو تم کو ان کے جسم بڑے بھلے معلوم ہوں گے وہ بات کریں گے تو تم کان لگا کر سنو گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ لکڑیاں ہیں جو سہارے سے رکھی ہوئی ہیں ہر آواز کو وہ اپنے خلاف ہی سمجھتے ہیں۔"

تحریر:- محمد سعید علوی' چکوال

اطاعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اسکی اہمیّت

آپ کی ذات مبارک' اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور اس کی مرضی معلوم کرنے کا آخری ذریعہ ہے

قرآن مجید کی نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ایمان کی جان اور انسانیت کی روح ہے۔ جس طرح عقیدۂ توحید کے ذریعے ایک اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے' اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت بھی فرض ہے۔

1. آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔
2. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت نہایت مکمل ہے۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر ایک پر فرض ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور اس کی مرضی معلوم کرنے کا آخری ذریعہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک انسانوں کے لئے اللہ کے واحد پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ۔

1. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام (قرآن و سنت کی صورت میں) چھوڑا ہے وہ ایک تو نہایت محفوظ ہے۔
2. وہ نہایت مکمل ہے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں' جس کے لئے اس میں رہنمائی موجود نہ ہو۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کسی خاص قوم یا زمانے کے لئے نہیں بلکہ تاقیامت آنے والے انسانوں اور قوموں کے لئے ہے۔
4. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں تک پہنچانے کے لئے امت مسلمہ کے علماء کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے تاکہ قیامت تک سلسلہ جاری رہے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میرے پاس حق پہنچانے والا کوئی نہیں آیا۔

یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری رکھنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے جو پیغام کتاب و سنت کی شکل میں ملا وہ زندہ' محفوظ' مکمل' دائمی' عالمگیر اور ناقابل تغیر ہے۔

قرآن کریم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا' اس میں دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب کا علاج موجود ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارے علاج اپنے عمل سے خوب آزمائے تھے تب ہی حضرت ام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھا کر کہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن ناطق ہیں یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل اور ہر فعل قرآنی احکام کے تابع ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اطاعت کریں۔

سورۂ انفال میں حکم خداوندی ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو' اور اس سے روگردانی مت کرو۔" (۲۰:۸)

سورۂ حشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"جو کچھ تمہیں یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ۔" (۵۹:۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اہل ایمان کے لئے اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔ کیوں نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خواہشات نفسانی سے بالکل پاک ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول' ہر فعل اور ہر عمل اللہ کی اجازت کے ساتھ ہوتا ہے۔ سورۂ انعام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اسی بات کا اعلان کرایا گیا۔

ارشاد خداوندی ہے کہ کہہ دیجئے۔

"میں تو صرف اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے۔" (الانعام ۶:۵۰)

یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے متعلق ارشاد ہوا۔ سورۂ نجم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تمہارا صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ غلط راستے پر چلا۔ وہ خواہش نفسانی سے باتیں نہیں کرتا بلکہ اس کی ہر بات وحی ہوتی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔" (النجم ۵۳:۲-۴)

الغرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قول وحی الٰہی سے ذرہ بھر ادھر ادھر ہٹا ہوا نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو نہیں سکتی جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ کارفرما نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت تمام انسانوں کے لئے زندگی کے ہر میدان میں عمدہ نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور تقلید کو فلاح دارین کی خاطر لازم قرار دیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی پوری انسانیت کے لئے اللہ کی طرف سے ہادی بن کر آئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کی آخری کتاب (قرآن) کی عملی تفسیر ہیں۔ اس لئے اللہ کی اطاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی رضا اور محبت کا ذریعہ بتایا ہے۔ سورۂ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے۔

"اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کے ساتھ محبت رکھتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔" (آل عمران ۳:۳۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اطاعت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

"تم میں کوئی بھی اس وقت تک مومن کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کی خواہشات اس شریعت کے تابع نہ ہوں جس کو میں لے کر آیا ہوں۔" (الحدیث)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت محض قاصد کی نہیں تھی کہ خداوند تعالیٰ کا پیغام (قرآن و سنت) ہم تک پہنچایا اور بس آپ صلی اللہ

باقی ص ۳۶ پر

تحریر:۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

حقیقتِ اسلام اور صُورتِ اسلام

حقیقت اسلام کے واقعات ان کے ذہن میں تازہ تھے اور کسی کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی

حضرت خبیبؓ کا واقعہ آپ نے سنا ہے کہ پھانسی کے تختہ پر ان کو چڑھایا گیا' چاروں طرف سے نیزوں کی نوکوں نے ان کو کونچنا شروع کیا۔ برچھیوں نے ان کے جسم کو چھلنی کر دیا۔ وہ صبرو استقامت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے عین اس حالت میں ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہاری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟ وہ تڑپ کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور حضور کے تلوہ میں کوئی کانٹا بھی چبھے۔ حضرات! کیا یہ صورت اسلام تھی جس نے ان کو تختہ دار پر ثابت قدم رکھا اور ان کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے؟ نہیں' وہ اسلام کی حقیقت تھی جو ان کے ہر زخم پر مرہم رکھتی تھی' جو ہر نیزے کی چبھن پر ان کے سامنے جنت کا نقشہ لاتی تھی اور انہیں دکھاتی تھی کہ یہ تمہاری اس تکلیف کا صلہ ہے بس چند لمحوں کا معاملہ ہے یہ جنت تمہاری منتظر ہے۔ یہ خدا کی رحمت تمہاری منتظر ہے۔ اگر تم نے اس فانی جسم کی اس فانی تکلیف کو گوارا کر لیا تو غیر فانی زندگی کی غیر فانی راحت تمہارا حصہ ہے۔ یہ عشق و محبت کی حقیقت تھی۔ جب ان سے کہا گیا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے کہ تمہاری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟ تو حضورؐ کی صورت حقیقت بن کر ان کے سامنے آگئی اور ان کو گوارا نہیں ہوا کہ اس جسم اقدس کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف ہو۔

یہ چند پاک اور بلند حقائق تھے جو درد و تکلیف کی حقیقت پر غالب آ گئے۔ صورت اسلام میں اس حقیقی درد و تکلیف کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ صورت اسلام تو تکلیف کے تصورات اور خیالات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہم کو اور آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ فسادات کے موقع پر خیالی خطرات کی بنا پر لوگوں نے (بھارت میں) صورت اسلام بدل دی۔ مسلمانوں نے سروں پر چوٹیاں رکھیں اور غیر اسلامی شعار اختیار کئے۔ اس لئے کہ ان غریبوں کے پاس صرف صورت اسلام تھی' جو اس میدان میں ٹھہر نہیں سکتی تھی۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت صہیبؓ رومی ہجرت کرکے جانے لگے تو کفار مکہ نے ان کو راستہ میں روکا اور کہا کہ صہیبؓ تم جا سکتے ہو مگر یہ مال نہیں لے جا سکتے جو تم نے ہمارے شہر میں پیدا کیا ہے۔ اب حقیقت اسلام کا حقیقت مال سے مقابلہ تھا۔ حقیقت اسلام اپنی مقابل حقیقت پر غالب آئی۔ صورت اسلام ہوتی تو وہ حقیقت مال کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ جب ہجرت کرکے جانے لگے تو کفار ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر ہماری لڑکی ام سلمہ کو نہیں لے جا سکتے۔ اب حقیقت اسلام کا ایک حقیقت سے مقابلہ تھا وہ حقیقت کیا تھی؟ بیوی کی محبت جو ایک حقیقت تھی۔ لیکن اسلام کی حقیقت مومن کے دل میں ہر حقیقت سے زیادہ طاقتور اور گہری ہوتی ہے۔ انہوں نے بیوی کو اللہ کے حوالے کیا اور تن تنہا چل دیئے۔ کیا صورت اسلام میں اتنی طاقت ہے کہ آدمی بیوی کو چھوڑ دے؟ ہم نے تو دیکھا ہے کہ لوگوں نے بیوی اور بچوں کے لئے کفر تک اختیار کر لیا اور صورت اسلام کی ذرا پرواہ نہیں کی ہے۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے باغ میں ایک چھوٹی سی چڑیا آگئی اور اس کو پھر جانے کا راستہ نہ ملا۔ حضرت ابو طلحہؓ کی توجہ بٹ گئی۔ نماز کے بعد انہوں نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔ اس لئے کہ حقیقت نماز اس شرکت کو گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ باغ کی بھی ایک حقیقت ہے۔ اس کی سرسبزی' اس کی فصل' اس کی قیمت ایک حقیقت ہے۔ اس حقیقت کا مقابلہ صورت نماز نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت حقیقت صلوۃ ہی میں ہے۔ آج ہماری آپ کی نماز ادنیٰ سے ادنیٰ حقیقتوں کا مقابلہ اس لئے نہیں کر سکتی کہ وہ حقیقت سے خالی اور ایک صورت ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ یرموک کے میدان میں چند ہزار مسلمان تھے اور کئی لاکھ رومی۔ ایک عیسائی (جو مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہا تھا) کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ رومیوں کی تعداد کا کچھ ٹھکانہ ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا خاموش! خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے اشقر کے سم درست ہوتے تو میں رومیوں کو پیغام بھیجتا کہ اتنی ہی تعداد اور میدان میں لے آئیں۔

حضرات! حضرت خالدؓ کو یہ اطمینان و اعتماد کیوں تھا اور وہ رومیوں کی تعداد کو بے حقیقت کیوں سمجھتے تھے؟ اس لئے کہ وہ حقیقت اسلام رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے مقابل صرف رومیوں کی صورتیں ہیں جو ہر طرح کی حقیقت سے خالی ہیں۔ یہ لاکھوں صورتیں اسلام کی حقیقت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں۔ ہم یقیناً کلمہ پڑھتے ہیں' ہم میں سے بہت سے لوگ کلمہ کے معنی سے بھی واقف ہیں لیکن حقیقت کلمہ کوئی اور چیز ہے۔ وہ ان الفاظ اور معانی سے بہت بلند ہے۔ کلمہ کی یہ حقیقت صحابہ کرامؓ کو حاصل تھی جب وہ کہتے تھے لا الہ الا اللہ تو واقعتاً" سمجھتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم و بادشاہ نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی محبت و خوف کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی امید و توقع کے قابل نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کی ہستی کوئی ہستی نہیں۔ کیا یہ سب حقیقتیں ہم سب کے دل میں اتری ہوئی ہیں۔ ہمارے دماغ کے اندر بسی ہوئی ہیں۔ ہماری زندگی کے اندر جڑ پکڑے ہوئے ہیں؟ اگر ہم ان حقیقتوں سے واقف ہی ہوتے تو لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے ہمیں احساس ہوتا کہ ہم کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں۔ جس کو اس حقیقت کا ذرا بھی احساس ہے اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے سمجھتا ہے کہ وہ کتنا بڑا دعویٰ کر رہا ہے۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

ہم سب جانتے ہیں کہ آخرت برحق ہے۔ جنت دوزخ برحق ہے۔ مرنے کے بعد یقیناً زندہ ہونا ہے لیکن کیا سب کو ایمان کی وہ حقیقت حاصل ہے جو صحابہؓ کو حاصل تھی۔ اس حقیقت کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیؓ کھجور کھاتے کھاتے پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا میرے لئے بہت مشکل ہے اور فوراً" بڑھ کر شہادت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے کہ جنت اس کے لئے ایک حقیقت تھی اور وہ حقیقت اس کے سامنے تھی۔ اس کی حقیقت جس کو حاصل تھی وہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ مجھے احد

پہاڑ کے اس طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ یرموک کے میدان میں ایک صحابیؓ ابو عبیدہؓ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امیر میں سفر کے لئے تیار ہوں' کوئی پیغام تو نہیں کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپؐ نے ہم سے جو وعدے فرمائے تھے وہ سب پورے ہو رہے ہیں۔ یہ ہے یقین کی حقیقت۔ اس حقیقت پر کون سی قوت غالب آسکتی ہے اور ایسی حقیقت رکھنے والی جماعت پر کون سی جماعت غالب آسکتی ہے؟

صورت اسلام حفاظت کرنے کے لئے کافی نہیں

امت میں جو سب سے بڑا انقلاب ہوا وہ یہ کہ اس کی ایک بڑی تعداد اور شاید سب سے بڑی تعداد میں صورت نے حقیقت کی جگہ لے لی۔ یہ آج کی بات نہیں' یہ صدیوں کی پرانی حقیقت ہے۔ صدیوں سے صورت نے حقیقت کی جگہ حاصل کر رکھی ہے۔ عرصہ تک دیکھنے والوں کو صورت پر حقیقت کا دھوکا ہوتا رہا اور وہ حقیقت کے ڈر سے اس صورت کے قریب آنے سے بچتے رہے لیکن جب کسی نے ہمت کر کے اس صورت کو چھوا تو معلوم ہوا کہ اندر سے پول ہے اور حقیقت غائب ہو چکی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ کبھی کبھی کاشتکار کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر کوئی کپڑا ڈال دیتا ہے جس کو دیکھ کر پرندوں اور جانوروں کو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی آدمی رکھوالی کر رہا ہے لیکن اگر کبھی کوئی سیانا کوا یا ہوشیار جانور ہمت کر کے کھیت میں جا پڑے تو ظاہر ہے کہ وہ بے جان شبیہہ کچھ نہیں کر سکتی' پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جانور اس کھیت کو روند ڈالتے ہیں اور پرندے اس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ ان کی صورت حقیقت بن کر برسوں ان کی حفاظت کرتی رہی۔ قومیں ان کے قریب آنے سے ڈرتی تھیں۔ حقیقت اسلام کے واقعات ان کے ذہن میں تازہ تھے اور کسی کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی لیکن کب تک؟ جب تاتاریوں نے بغداد پر چڑھائی کی۔ جس پر حملہ کرنے سے وہ برسوں احتیاط کرتے رہے تو اس صورت کی حقیقت کھل گئی اور مسلمانوں کا بھرم جاتا رہا۔ اس وقت سے صورت اسلام حفاظت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اب صرف حقیقت اسلام ہی اس امت کی حفاظت کر سکتی ہے۔

حقیقت اسلام مدتوں سے میدان میں آئی ہی نہیں

عرصہ دراز سے صورت اسلام معرکہ آزما ہے اور شکست پر شکست کھا رہی ہے اور حقیقت اسلام مفت میں بدنام اور دنیا کی نگاہوں میں ذلیل ہو رہی ہے۔ دنیا سمجھ رہی ہے کہ ہم اسلام کو شکست دے رہے ہیں۔ اس کو خبر نہیں کہ حقیقت اسلام تو مدت سے میدان میں آئی ہی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی صرف صورت ہے نہ کہ اسلام کی حقیقت۔

یورپ کی قوموں کے مقابلہ میں ترکی میدان میں آیا لیکن اسلام کی ایک نڈھال صورت لے کر۔ یہ نحیف و نزار صورت مقابلہ میں نصرت نہ کر سکی۔ فلسطین میں تمام عرب قومیں اور سلطنتیں مل کر یہودیوں کے مقابلہ میں آئیں لیکن حقیقت اسلام' شوق شہادت' جذبہ جہاد اور ایمانی کیفیات سے اکثر عاری' عربی قومیت کے نشہ میں سرشار' صرف اسلام کے نام و نسبت سے آراستہ' نتیجہ یہ ہوا کہ اس بے روح صورت نے یہودیوں کی جنگی قوت و تنظیم اور اسلحہ کی حقیقت سے مات کھائی۔ اس لئے کہ صورت حقیقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہودی ایک حقیقت رکھتے تھے اگرچہ سراپا مادی' عرب صرف ایک صورت رکھتے تھے اگرچہ مقدس لیکن صورت صورت ہے اور حقیقت حقیقت ہے۔

رحمت' نصرت' تائید و اعانت کے وعدے حقیقت سے متعلق ہیں

اسلام کی صورت اللہ کے یہاں ایک درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں مدتوں اسلام کی حقیقت بسی رہی ہے اور یہ اسلام کی حقیقت کا قالب ہے۔ اسلام کی صورت بھی اللہ کو پیاری ہے۔ اس لئے کہ اس کے محبوبوں کی پسندیدہ صورت ہے' اسلام کی صورت بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے اس لئے کہ صورت سے حقیقت اسلام کی طرف منتقل ہونا نسبتاً" آسان ہے جہاں صورت بھی نہیں وہاں حقیقت پر پہنچنا بہت مشکل ہے۔ لیکن دوستو! اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کے وعدے دنیا میں اور مغفرت و نجات اور ترقی درجات کے وعدے آخرت میں سب حقیقت سے متعلق ہیں نہ کہ صورت سے۔ حدیث میں ہے۔ "اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے' وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔" جو لوگ صرف صورت کے

باقی ص 9 پر

تحریکِ ختمِ نبوّت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1953ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی نویلی دلہن کے پرانے شوہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی دعویدار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر۔ ربوہ۔؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ 'علاقہ غیر' ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈکاسٹنگ ان دی ربوہ ○ ربوہ سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی حوروں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار باورچی کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا اٹیمی پلانٹ اور قادیانی ○ 'میزان' قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم مجید نظامی "آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں داخل شدہ بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی "پہلی بار منظر عام پر"

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مجلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200/روپے

○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھیے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

کبھی ایسا بھی ہوا تھا

از۔ عبدالحئی صاحب فاروقی

بندگی کا مقام

اللہ تعالیٰ کے ایک عارف بندے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا۔ جب اسے گھر لے آیا تو پوچھا۔ بتاؤ بھائی تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا۔ آپ جو میرا نام رکھیں گے۔ وہی میرا نام ہوگا۔

پھر عارف نے پوچھا۔ تم کیا کام کر سکتے ہو؟

جواب دیا۔ جو آپ کرنے کا حکم دیں گے۔

عارف کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ اچھا بتاؤ کیا کھاؤ گے؟

بولا۔ جو آپ کھلائیں گے وہی کھاؤں گا۔

عارف غصہ میں آکر بولے۔ ارے بھائی تیرا اپنا بھی کوئی ارادہ ہے یا نہیں۔ ہر بات پر آپ آپ کی رٹ لگا رکھی ہے۔

غلام بولا۔ حضور! خادم کے لئے مخدوم کے سامنے کوئی ارادہ نہیں ہونا چاہئے۔

یہ سن کر عارف پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور ان پر وجد کا عالم طاری ہوگیا۔ پھر سنبھل کر بولے۔ اے غلام تو نے مجھے میرے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کرنے کا طریقہ سکھا دیا۔

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

(پارسائی مطبوعہ لاہور)

دربار کی کشش

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ کی راہ میں ایک اپاہج کو دیکھا کہ سرین کے بل چل رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟

اس نے جواب دیا۔ سمرقند سے۔

میں نے کہا۔ راستے میں کتنی مدت گزر چکی ہے؟

جواب دیا۔ دس سال سے زائد گزر چکے ہیں۔

یہ سن کر میں تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگا تو وہ بولا۔ اے شقیق تم میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟

میں نے کہا۔ تمہارے لمبے سفر اور اس کمزور جسم کے ساتھ تعجب ہو رہا ہے۔

کہنے لگا۔ تعجب کیسا۔ سفر کی دوری کو تو شوق قریب کر دیتا ہے۔ اگرچہ میں صحت میں کمزور ہوں مگر قوت والے کا غلام ہوں۔ جو مجھے ایک نہ ایک دن اپنے در پر بلا ہی لے گا۔ پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

ازور کم و الهوی صعب مسالکه
والشوق یحمل من لا مال یسعده
لیس المحب الذی یخشی مهالکه
کلا ولا شدة الاسفار تقعده

(ترجمہ) میں دوست کی ملاقات کو جا رہا ہوں (جبکہ محبت کی راہیں دشوار ہوا کرتی ہیں۔ ہاں جس کے پاس دولت نہ ہو تو شوق اس کو (زیارت محبوب کے لئے) ساعدت کرتا ہے۔ بھلا وہ شخص کب عاشق ہو سکتا ہے جو راستے کی دشواریوں سے ڈرنے لگے۔ ہرگز نہیں' سفر کی سختی اور دشواری اسے روک نہیں سکتی۔

(پارسائی مطبوعہ لاہور)

زندوں کے اعمال پر مردوں کو رشک

مشہور تابعی ابو قلابہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں شام سے بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایک منزل پر میں نے قیام کیا اور وہاں میں نے رات کو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی۔ قریب ہی میں ایک قبر بھی تھی۔ جس پر سر رکھ کر میں سو گیا۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی تو صاحب قبر نے شکایت کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ تم نے آج رات مجھے سخت ایذا پہنچائی (یعنی میرا سر رکھ کر سونا ان کی ایذاء کا باعث ہوا) پھر اسی صاحب قبر نے کہا کہ تم زندہ لوگ جو نیک عمل کرتے ہو اس کے نتیجہ کا تم کو علم نہیں ہوتا البتہ ہم مردوں کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس! اب ہم عمل نہیں کر سکتے۔ پھر کہا کہ تم نے جو دو رکعت نماز اس وقت پڑھی ہے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے زندہ لوگوں کو ان کے اعمال کی بہتر جزا دے۔ میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دو۔ ان کی دعاؤں سے ہم مردوں کو پہاڑوں جیسی عظیم مقدار میں انوار حاصل ہوتے ہیں۔

(افادات مولانا منظور نعمانی)

دنیوی زندگی میں مصائب جھیلنے کا اجر

مشہور جلیل القدر تابعی مطرف بن عبداللہ الحرشیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں ایک قبرستان کے پاس سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک جنازہ آیا ہوا ہے۔ میں نے سوچا کہ موقع غنیمت ہے اس جنازے میں بھی شرکت کرلوں چنانچہ اس ارادے سے قبرستان میں آگیا۔ پھر میں لوگوں کے پاس سے ہٹ کر ایک گوشہ میں آگیا اور وہاں میں نے ایک مختصر اور ہلکی دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد مجھے کچھ اونگھ سی آگئی۔ قریب ہی میں ایک قبر تھی۔ میں نے دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے یہ دو رکعتیں کچھ اچھی طرح نہیں پڑھیں۔ میں نے کہا کہ بے شک ایسا ہی ہوا ہے۔ اس صاحب قبر نے کہا کہ تم زندہ لوگ عمل تو کرتے ہو لیکن تم لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس عمل کا ثواب و عذاب کتنا ہوا ہے۔ یہ علم مرنے کے بعد ہم کو حاصل ہوگیا ہے مگر اب ہم یہاں کوئی عمل نہیں کر سکتے۔ بس تم لوگوں کو دیکھ کر رشک کرتے رہتے ہیں۔ اگر مجھے یہاں ایسی ہلکی اور مختصر دو رکعت پڑھنے کا موقع دے دیا جائے جیسی کہ تم نے ابھی پڑھی ہیں تو میرے لئے یہ دو رکعتیں پوری دنیا اور اس کے سارے سازوسامان سے زیادہ بہتر ہوں گی۔

مطرف بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس صاحب قبر سے پوچھا کہ یہاں اور کس قسم کے لوگ مدفون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کے فضل سے یہاں سب مسلمین ہیں اور سب ہی کو اللہ تعالیٰ کا فضل نصیب ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا یہ بتایئے کہ یہاں کے مدفونوں میں سب سے زیادہ افضل کون ہیں؟ انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ صاحب۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس قبر والے بندے کو میرے لئے باہر نکال دے تاکہ میں اس سے کچھ باتیں کر سکوں تو اس قبر سے ایک نوجوان نکل کر میرے سامنے آگیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ ہی یہاں والوں میں سب سے افضل ہیں؟ اس نوجوان نے کہا کہ جی ہاں یہ لوگ کچھ ایسا ہی کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اس چھوٹی عمر میں آپ کو یہ بلند مقام کیونکر حاصل ہوا۔ کیا یہ حج و عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے اعمال حسنہ کی کثرت کی وجہ سے ایسا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا معاملہ یہ ہے کہ مجھے دنیوی زندگی میں مصائب اور تکالیف کا بہت سامنا کرنا پڑا تھا اور مجھے ان پر صبر کی توفیق ملی۔ بس اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و کرم اسی صبر کے صلہ میں ہے۔

(کتاب الروح لابن قیمؒ)

بعد از وفات ادائیگی قرض کی ہدایت

علامہ ابن قیمؒ نے عہد صحابہ کے بعض ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن میں ایک صحابی نے اپنی وفات کے بعد اپنے ایک زندہ ساتھی کو خواب میں آکر اپنے قرض کی اطلاع دی اور اس کی ادائیگی کی فرمائش کی۔ یہ واقعہ حضرت صعب بن جثامہؓ اور حضرت عوف بن مالکؓ کے

درمیان کا ہے۔ ان دونوں کے درمیان عہد مواخات یعنی بھائی چارہ کا معاہدہ ہوا تھا۔ اتفاقاً" حضرت صعب بن جثامہؓ کا پہلے انتقال ہوگیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے چند دوسری باتوں کے علاوہ حضرت عوفؓ کو یہ بھی بتایا کہ میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لئے تھے اور وہ میرے یہاں ایک قرن (سینگ) میں رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اس یہودی کو دے دیئے جائیں۔

حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں کہا کہ اس خواب میں تو بڑی تعلیم اور اہم پیغام ہے۔ میں صعبؓ کے گھر آیا تو میں نے سب سے پہلے وہ قرن نکلوایا۔ اس میں وہ تھیلی بھی نکلی جس میں وہ دینار محفوظ تھے چنانچہ وہ دینار لے کر میں اس یہودی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ صعب پر کیا تمہارا کچھ قرضہ ہے؟ اس نے کہا وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اچھے صحابی تھے اس لئے جو کچھ قرضہ تھا بھی تو وہ میں نے چھوڑ دیا۔ عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس یہودی سے کہا کہ تم ٹھیک ٹھیک بتلاؤ کہ تمہارا کچھ قرضہ تھا یا نہیں اور اگر تھا تو کتنا تھا؟ تو اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے دس دینار قرض لئے تھے۔ عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہ دینار جو قرن سے نکلوائے تھے وہ اس کے سامنے ڈال دیئے تو اس نے دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم یہ تو وہی میرے والے دینار ہیں چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار اس یہودی کو دے دیئے۔ (کتاب الروح)

موت کے بعد ایک اہم نشانی

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ جس وقت وہ شہید ہوئے تو ان کے جسم پر ایک بہت نفیس اور قیمتی زرہ تھی۔ مسلمانوں ہی کے لشکر کا ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو ان کی وہ زرہ اتار کر اپنے قبضہ میں کرلی۔ لشکر کے ایک مجاہد نے ثابت بن قیس کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں وصیت کرتا ہوں اور ایسا نہ ہو کہ تم یہ خیال کرکے کہ یہ ایک بے حقیقت خواب ہے اس وصیت کو ضائع کردو۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ میں کل شہید کردیا گیا ہوں اور مسلمانوں ہی میں سے ایک شخص نے میری زرہ اتارلی ہے اور اسے اپنے قبضہ میں کرلیا ہے۔ اس کا خیمہ لشکر کے بالکل آخری کنارہ پر ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جو بہت اچھلتا کودتا ہے۔ اس شخص نے اس زرہ کو اس طرح چھپایا ہے کہ اس کے اوپر ایک بڑی ہانڈی الٹ دی ہے اور اس کے اوپر ایک کجاوہ ڈال دیا ہے۔ اب تم خالد بن ولیدؓ سے کہو کہ وہ کسی کو بھیج کر اس شخص سے میری زرہ حاصل کریں اور پھر جب تم مدینہ منورہ پہنچو تو خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا اتنا قرض ہے (وہ ادا کرادیں) اور میں اپنے فلاں فلاں غلاموں کو آزاد کرتا ہوں۔

چنانچہ یہ صاحب جن کو ثابت بن قیسؓ نے خواب میں یہ وصیت فرمائی تھی۔ حضرت خالد کے پاس آئے اور ان سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فوراً" آدمی بھیج کر نشاندہی کے مطابق وہ زرہ حاصل کرلی۔ اسی طرح جب یہ صاحب مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حضرت ثابتؓ کا خواب والا پیغام پہنچایا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی وصیت کے نفاذ کا حکم دیا۔ (کتاب الروح)

کلام بعد الموت

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جلیل القدر انصاری صحابی حضرت زید بن خارجہؓ کا جب وصال ہوا اور ان کا جنازہ تیار کرکے حضرت عثمانؓ کے انتظار میں رکھا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس وقفہ میں دو رکعت نماز ہی پڑھ لوں چنانچہ میں ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا اور دوسرے لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں جنازہ سے آواز آئی۔

"خاموش ہو کر بات سنو۔"

اس کے بعد مرحوم حضرت زید بن خارجہؓ نے ایک طویل گفتگو فرمائی جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں شہادت دی اور ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائے اور آخر میں حضرت عثمانؓ کے بارے میں ایک پیشین گوئی فرمائی جو بعد میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ (الاصابہ)

اللہ کی ضمانت

حضرت ابوہریرۃؓ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے ایک دوسرے اسرائیلی سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔ اس نے کہا کہ کسی گواہ کو لاؤ۔ قرض خواہ نے کہا۔

"خدا کا گواہ ہونا کافی ہے۔"

تب اس نے کہا کہ اچھا کوئی ضامن لے آؤ۔

تو قرض خواہ نے کہا۔

"خدا کا ضامن ہونا کافی ہے۔"

اس نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو پھر ایک مدت معینہ کے وعدے پر اس نے ایک ہزار اشرفیاں قرض دے دیں۔ اتفاق سے قرض لینے والے کو دریا کا سفر پیش آگیا۔ وہاں جا کر جب وہ اپنا کام پورا کرچکا تو واپسی کے لئے اس نے سواری تلاش کی تاکہ وہ حسب وعدہ اپنی منزل مقصود پر آکر اپنا قرضہ ادا کرسکے مگر اس درمیان واپسی کے لئے اس کو بروقت کوئی سواری نہ مل سکی۔ مجبوراً" اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا اور پھر اس سوراخ میں وہ ایک ہزار اشرفیاں رکھ دیں اور ایک خط بھی قرض دینے والے کے نام لکھ کر اس میں رکھ دیا اور پھر اس سوراخ کو مضبوطی سے بند کردیا۔ اس کے بعد اس لکڑی کو دریا کے کنارے لے گیا اور کہنے لگا کہ اے پروردگار! بے شک تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں اور اس نے مجھ سے گواہ طلب کیا تو میں نے کہا اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے پھر اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا تو میں نے کہا کہ اللہ کا ضامن ہونا کافی ہے۔ اس طرح وہ تیری گواہی اور ضمانت پر راضی ہوگیا تھا۔ میں نے کوشش بھی کی کہ وقت پر کوئی سواری مل جاتی اور میں وعدہ کے مطابق اس کا قرضہ ادا کردیتا مگر مجھے کوئی سواری نہیں ملی لہٰذا اے اللہ اب میں یہ مال تیرے سپرد کرتا ہوں تو ہی اس کو پہنچا دے۔ یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی دریا میں ڈال دی اور واپس آگیا۔ اس درمیان وہ برابر سواری کی تلاش میں رہا تاکہ اپنے گھر واپس لوٹ سکے۔

دوسری طرف وہ شخص جس نے قرض دیا تھا اس بات کو دیکھنے اپنے گھر سے نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لایا ہو۔ اچانک اس کی نظر پانی میں بہتی اس لکڑی پر پڑی جس میں اس کا مال تھا اس نے وہ لکڑی ایندھن کے کام میں لانے کی غرض سے گھر لے آیا اور یہاں اس کو چیرا تو اس میں مال اور خط برآمد ہوا۔ اسی عرصہ میں وہ شخص بھی آگیا جس کو قرض دیا تھا۔ وہ ایک ہزار اشرفیاں لایا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں برابر کوشش کرتا رہا کہ سواری مل جائے اور میں تمہارا مال وقت پر پہنچادوں مگر کوئی سواری نہ مل سکی۔ قرض دینے والے نے پوچھا کہ کیا تم نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی۔ اس نے کہا کہ میں کس طرح بھیج سکتا مجھے تو کوئی سواری ہی نہ مل سکی تھی۔ اس پر اس قرض دینے والے نے کہا کہ اللہ نے تیری طرف سے وہ مال مجھے پہنچا دیا جو تو نے لکڑی کے اندر رکھ بھیجا تھا پھر تو وہ خوشی خوشی اپنی ایک ہزار اشرفیاں واپس لے گیا اور اللہ تعالیٰ کی گواہی اور ضمانت کا کرشمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(بخاری کتاب الکفالہ ملخصاً")

نجات کا مدار حسن خاتمہ پر ہے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے آٹھ مریدوں کے ساتھ رومیوں کے جہاد (صائفہ) میں شریک ہوئے۔ دشمن کے لشکر سے ایک پہلوان نکل کر آیا۔ آپ کے آٹھوں مرید ایک ایک کرکے اس کے مقابلہ کو نکلے اور شہید ہوگئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس لڑائی میں نو عماریاں ہوا میں لٹکی ہوئی دیکھیں میرے مریدوں میں سے جو شہید ہوجاتا فوراً" ان کی روح ان میں سے ایک عماری میں چلی جاتی یہاں تک کہ آٹھ عماریاں بھر گئیں اور اب صرف ایک باقی بچی میں نے دل میں سوچا کہ شاید یہ میرے لئے ہے۔ یہ خیال کرکے میں بھی میدان جنگ میں نکلا اور لڑائی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں وہ پہلوان

تحریر:۔ محمد شہاب الدین قاسمی

تحفظ شریعت کی ضرورت کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو قانون و دستور بنایا ہے' اس کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے

اسلام ایک مذہب کا نام ہے اور دستور و قانون کا بھی۔ اس کے دستور و قوانین پر عمل پیرا ہونے کے بعد انسان صرف انسان نہیں بلکہ وہ مومن و مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسلامی اصول و شریعت پر چلنا ہی مقصد حیات بن کر رہ جاتا ہے اور زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اسے اپنے لئے مشعل راہ سمجھنے لگتا ہے۔

اب یہ طے کرنا ہے کہ ایسا دستور و قانون کون بنا سکتا ہے؟ یا قانون سازی میں دخیل و شریک ہو سکتا ہے؟ آیا انسان بھی اس کی جرات کر سکتا ہے جن کے شب و روز ہی خود نظام و قانون کے محتاج ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایسا نازک اور اہم کام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو انسانوں کی قلبی کیفیات' ذہنی رجحانات' انفرادی نفسیات اور نتائج انقلابات کا صرف علم ہی نہیں رکھتا ہو بلکہ ان سے پل پل باخبر ہو۔ بلاشبہ اللہ ہی کی وہ ذات واحد ہے' جو ہر ہر چیز سے واقف' رونما ہونے والے انقلابات سے باخبر علل و اسباب پر گرفت' پوری کائنات پر یکساں اس کی قوت علم و خبر محیط اور انسانوں سے ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

وہی ذات اس قابل ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے لئے کوئی قانون' ضابطہ وضع کرے' جس نے ان کی تخلیق فرمائی ہے تاکہ وہ طریقہ و دستور مقصد تخلیق کی بھی رہنمائی کرتا رہے۔ چنانچہ اسی اہم نکتہ کی طرف باری عزاسمہ نے انسانوں کی توجہ مبذول کرائی ہے اور ارشاد فرمایا۔

الا لہ الخلق والامر یعنی تخلیق جس طرح خدا کا کام ہے اسی طرح مخلوق کو حکم دینا بھی اسی ذات کے شایان شان ہے۔ **فالحکم للہ العلی الکبیر ان الحکم الا للہ** اور لا یشرک فی حکمہ احدا جیسی قرآن کی آیات سے اس کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہی اسلامی قانون کی بنیاد ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسلامی شریعت کی بنیاد ہی احکام خداوندی پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو قانون و دستور بنایا ہے اس کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے اور اسلامی قانون کا اصل الاصول ہے۔ قرآن مجید کی حیثیت ایک بنیادی دستور کی سی ہے لہٰذا قرآن اپنے انداز میں صرف اصول و کلیات بتلاتا ہے چونکہ اسلام بھی ایک سرمدی قانون و مذہب کا نام ہے لہٰذا اس کی شان کے خلاف ہے کہ جامد اور وقتی مصلحت سے متاثر ہو کر دستور بنا دیا جائے۔ قرآن کا صرف اصول و کلیات بیان کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ اصول کے دائرے میں رہ کر پیش آمدہ مسائل و معاملات کا حل نکالا جائے اور ابدالاباد اس کی قانونی حیثیت برقرار رہے۔ اس حقیقت کی وضاحت علامہ شاطبیؒ اس طرح فرماتے ہیں۔

"قرآن میں احکام شرعیہ اکثر کلی طور پر بیان کئے گئے ہیں اور جہاں کہیں کسی کی جزئیہ کا بیان ہے تو وہ بھی کسی کلی کے تحت ہے۔ قرآن اختصار کے باوجود جامع ہے اور یہ جامعیت جبھی ہو سکتی ہے جبکہ اس میں امور کلی بیان کئے گئے ہوں۔"

(الموافقات ص۲۴۶ ج۳)

قرآن مجید ہی میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے۔

"اور آپ پر قرآن اتارا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کر دیں۔"

(النحل پ۱۴ ع۱۴)

دوسری جگہ ارشاد باری عزاسمہ ہے۔

"آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی ہوتی ہے۔"

(النجم پ۲۷ ع۴)

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ۔

"تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نمونہ ہیں۔"

(الاحزاب پ۲۱ ع۱۹)

اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل آیات قرآنی کی صرف تشریح و تفسیر ہی نہیں ہے بلکہ وہ مستقل حجت ہے اور شریعت اسلامی کا ماخذ بھی ہے۔ اس کی حجیت و قطعیت کو تسلیم کرنا صرف قانونی نہیں بلکہ ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس امر کی وضاحت فرما دی کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قرآن سے الگ چیز نہیں بلکہ اس کی عملی توضیح و تفسیر ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ دستور اسلامی کی دوسری بنیاد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے' جسے بلا چوں و چرا تسلیم کرنا ہمارا ایمانی تقاضا ہے۔ اللہ نے جب یہ اعلان کر دیا کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ اس میں اس بات کی ضمانت موجود ہے کہ قرآن کی مستند تشریح یعنی حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی محفوظ کیا جائے گا چنانچہ رسولؐ کے فیض یافتہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زریں عہد خیر و برکت میں آپؐ کے مقدس کردار' گفتار' قول و فعل اور تقریر کا اہتمام اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

پھر حضرات محدثین رحمہم اللہ نے اسماء الرجال کے ذریعہ احادیث رسولؐ کی حفاظت کے لئے ایک بہترین کسوٹی ہمارے ہاتھ میں دے دی' جس کی روشنی میں آج ہر ہر حدیث اور اس کے ایک ایک راوی کو پرکھ کر روایت و حدیث کی حقیقت واضح کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث دونوں مسلمانوں کے لئے انمول اور گرانقدر دولت ہی نہیں بلکہ ناقابل تغیر ایک ابدی اور سرمدی قانون اور دستور بھی ہے۔

اجماع قیاس اور استحسان بھی حجت ہیں اور قرآن و حدیث کی دلیل پر ہی مبنی ہوتے ہیں جو ضرورت کے وقت مجتہدین کا ایک زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کر لینے' یا قرآن و حدیث کے حکم و علت کی بنیاد پر فرع کے حکم کو اصول کے مطابق کر لینے کے بعد کوئی غیر منصوص حکم واضح کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی واضح شرعی حکم کے تغیر و تبدل کا باعث نہیں ہو سکتا ہے۔

قانون شریعت اسلام کے یہ چاروں ماخذ ہیں۔ لیکن ماخذ کی حیثیت بنیادی طور پر قرآن و سنت ہی ہیں تاہم الاول فالاول کا لحاظ بھی نظروں سے اوجھل نہیں کیا جائے گا۔ یہ تمام کے تمام اصول و فروع ناقابل تغیر ہونے کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے بنیادی ایمانی اور مذہبی سرمایہ ہیں اور ہمارے مسلمان ہونے کا مطلب ہی یہی ہے۔ ان شرعی ماخذ پر مبنی مسلم پرسنل سے ہمارا دینی و ملی

باقی ص۳۶ پر

بدخصلتی سے مُعاشرے میں بگاڑ

تحریر:- بابو شفقت قریشی سماہ

بدقسمتی سے آج معاشرہ میں وہ تمام سماجی برائیاں سرایت کر گئی ہیں جن سے مسلمانوں کو پناہ مانگنی چاہئے

خو کہتے ہیں عادت کو اور بدخوئی بری عادت یا بری خصلت کو کہا جاتا ہے۔ جب ایک انسان بری عادتوں کو اپنالیتا ہے تو وہ بدخو کہلاتا ہے۔ اچھائی اور برائی کا تصور ازل سے چلا آرہا ہے۔ جو شخص آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتا ہے اس کی نظر اپنے اعمال کے صرف ان نتائج پر ہی نہیں ہوتی جو دنیوی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں بلکہ وہ ان نتائج پر بھی نظر رکھتا ہے جو آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔ اسے جس طرح یہ یقین ہوتا ہے کہ زہر ہلاک کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے۔ اسی طرح اسے برائی کے ہلاکت خیز اثرات کا بھی علم ہوتا ہے اور جس طرح رزق حلال' پاکیزہ غذا اور مصفی پانی کو اپنے لئے وہ مفید سمجھتا ہے اسی طرح نیک اعمال اور اچھائی کو بھی اپنے لئے نجات و فلاح کا سبب خیال کرتا ہے۔ دنیا میں جو خرابی پائی جاتی ہے' اس کی جڑ بدخوئی ہے۔ اگر اس کو ام الخبائث کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ بدخوئی ایک ایسا شجر خبیث ہے جس کی شاخیں پھیل پھیل کر پورے معاشرے پر مصیبتوں کے زہریلے پھل گراتی ہیں۔ یہ انسانی تمدن کی اساس میں ایک بنیادی خرابی کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح اخلاق حسنہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کو اپنا کر انسان دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتا ہے اسی طرح بدخوئی کا دائرہ تمام بری عادات اور خصلتوں پر محیط ہوتا ہے۔ جس کی سرپرستی شیطانی قوتوں کے پاس ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کے ذریعہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اخلاق فاضلہ سے آراستہ ہوں اور اخلاق رذیلہ سے بچیں جو انسان کی شخصیت کو داغدار کردیتے ہیں۔

اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی تعلیمات نہایت جامع' وسیع اور پوری انسانی زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں کے لئے ہدایت فراہم کرتا ہے اور جو مسلمان اپنے تمام معاملات اللہ کے حوالے کردے وہی صحیح مسلمان کہلانے کا حقدار بنتا ہے۔ تاریخ انسانی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کسی معاشرے میں بگاڑ آیا تو اس کی بنیادی وجہ ضمیر کا بگاڑ' خود غرضی اور نفس پرستی تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ "اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت کے بجائے اپنے نفس کی پیروی کی۔"

(سورۃ القصص:۵۰)

جب انسان نفس کی پیروی شروع کردیتا ہے تو وہ ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے جن سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔ جھوٹ بولنا ایک ایسی برائی ہے جو بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ اسلام میں جھوٹ بولنے کی سخت مذمت کی گئی ہے اور جھوٹے پر لعنت بھیجی ہے۔

"البتہ اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو جھوٹا اور کافر ہو۔"

(سورۃ الزمر:۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بولنا نیکی اور جنت میں داخلے کا سبب بتایا ہے جبکہ جھوٹ بولنا دوزخ میں لے جانے والا کام ہے۔ دوسری اخلاقی برائیوں میں غیبت نہایت بری عادت ہے۔ یعنی کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود نہ ہو۔ غیبت کہلاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو۔ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو تو گھن آتا ہے تم کو اس سے۔"

(الحجرات:۱۲)

بعض علماء کرام نے نقالوں کو بھی غیبت کرنے والے شمار کیا ہے۔ تہمت اور بہتان لگانے سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسا عیب بیان کرنا جو اس میں موجود نہ ہو۔ منافق کی مسلمانوں کے خلاف یہ خطرناک سازش ہوتی ہے کہ درپردہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائے۔ منافق کی حضورؐ نے تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

1. جب بولے تو جھوٹ بولے۔
2. جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔
3. جب کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے۔

متکبر یعنی تکبر اور غرور کرنے والے کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا۔

"جس کے دل میں رائی برابر بھی غرور اور تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

حسد وہ بری خصلت ہے جو کسی کو خوشحال اور پرسکون دیکھ کر حاسد کو بے چین کردیتی ہے اور وہ دل ہی دل میں جلتا رہتا ہے۔

بدقسمتی سے آج معاشرہ میں وہ تمام سماجی برائیاں سرایت کر گئی ہیں جن سے مسلمانوں کو پناہ مانگنی چاہئے۔ روزمرہ کے معمولات میں ان برائیوں کا اسقدر عمل دخل ہے کہ ان کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں رہا۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً "نیک پیدا کیا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ وہ اس پر قائم رہے۔ انسان اپنی فطرت پیدائش اور آفرینش کے لحاظ سے نیک ہے۔ یہ ماحول کا اثر ہے جو انسان کو بعد میں بدی پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام کا منشا ہے کہ اسے نیک ہی رہنا چاہئے اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر سود خوری' جوا' رشوت' گداگری' اسمگلنگ' چور بازاری' منافع خوری' ملاوٹ' دھوکہ دہی' قتل و غارت گری اور اسی طرح کی دوسری تمام برائیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کا ہر لفظ بنی نوع انسان کے لئے اصلاح کے لئے رشد و ہدایت ہے جو جھوٹ کے مقابلے میں سچ' حرام کمائی کے مقابلے میں کسب حلال' لاقانونیت کے مقابلے میں قانون کا احترام' رذائل اخلاق کے مقابلے میں اخلاق حسنہ' حسد' تکبر اور غرور کے مقابلے میں سادگی اور قناعت پر عمل پیرا ہونا سکھاتا ہے۔ انسانی زندگی کو حقیقی فلاح و سعادت سے ہمکنار کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ بدخصلتی اور بری عادتوں کو ترک کرکے ان سیدھے راستوں پر گامزن ہوجائے جو اصل منزل کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور یہ منزل وہ ہے جہاں پہنچ کر اس خالق حقیقی کی خوشنودی

باقی ص ۳۶ پر

قسط نمبر۱

ترجمہ:۔ سید وقار احمد' لندن

تین نومسلمہ انگریز عورتوں کے پیغامات

قدیم مسلمان عورتوں کے نام

"ڈیلی میل" لندن کے چند مشہور روزناموں میں سے ایک ہے۔ اس نے ۶ر دسمبر ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں تین تعلیم یافتہ برطانوی نژاد خواتین کی داستان اسلام شائع کی ہے۔ اس اخبار نے اس تبدیلی کو حیرت انگیز تبدیلی کہا ہے اور لکھا ہے کہ باوجود مغرب کے پروپیگنڈے اور تاثر کے کہ "اسلام میں عورتوں کو آزادی نہیں ہے" پھر بھی پچھلے سالوں میں بیس ہزار سے زیادہ مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی ہیں اور ہماری اطلاع کے مطابق ان میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اسکاٹ لینڈ کے صرف ایک شہر گلاسکو میں ہر مہینہ کم از کم ایک عورت ضرور دائرۂ اسلام میں داخل ہوتی ہے۔ ہم اخبار "ڈیلی میل" کے شکریہ کے ساتھ تین شماروں میں اس کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ (منظور احمد الحسینی' لندن)

مغربی ماحول میں عورت کو ایک طرح کا کھلونا بنا کر پیش کیا جاتا ہے' سارہ

کرسٹین مرے۔ عمر ۳۳ سال۔ والد انجینئر۔ میں نے اسکاٹ لینڈ کے شہر "ایر" میں پرورش پائی۔ میرے چار بھائی ہیں اور ایک بہن ہے۔ آٹھ "او" لیول حاصل کرنے کے بعد اور دو ہائیرز کے بعد میں سینٹ اینڈریو یونیورسٹی میں' میں نے کیمسٹری میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۸۷ء کے دوران میں لندن چلی گئی تاکہ چھٹیوں میں کچھ کام کر کے پیسہ کماؤں۔ لندن میں پہلی مرتبہ میرا تعلق اسلامی مذہب سے ہوا اور میں مسلمان بن گئی۔ آج میں ایک شادی شدہ عورت ہوں' میرے شوہر مصر کے رہنے والے ہیں۔ میرے پانچ بچے ہیں اور میں لندن کے علاقہ ہیمپسٹیڈ میں رہتی ہوں۔ اب میں سارہ کے نام سے پہچانی جاتی ہوں۔

میری والدہ عیسائی مذہب کے ایک طبقہ میتھوڈسٹ سے تعلق رکھتی تھیں' جس کا تعلق چرچ آف اسکاٹ لینڈ سے تھا۔ ہم لوگ پابندی سے سنڈے اسکول چرچ جایا کرتے تھے۔ چرچ سے میرا تعلق سن بلوغت تک رہا۔ اس کے بعد میں اپنی سوشل لائف میں زیادہ دلچسپی لینے لگی۔ میں نے وہ سب کچھ کیا جو کہ میری عمر کی لڑکیاں کرتی ہیں۔ میں نے کافی محنت کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے بارے میں سوچا اور مجھے چار یونیورسٹیوں نے آفر دی۔ یونیورسٹی میں جانے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا تو میں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ ان چند مہینوں میں لندن جا کر کچھ کام کر کے تھوڑا سا پیسہ جوڑ لیا جائے۔ چنانچہ مجھے لندن میں ایک خادمہ کی حیثیت سے کام مل گیا۔ لندن میں اپنی اس آزادی سے بہت خوش تھی۔

خاص کر مردوں کی نگاہیں جب مجھ پر پڑتی تھیں تو میں اس سے کافی محظوظ ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس خوشی کے باوجود مجھے ایسا لگتا تھا کہ میری زندگی میں کسی چیز کی کمی ہے۔ ایک دن مجھے ایک کتاب ملی۔ اس کتاب میں قرآن کے کچھ حصے ترجمہ کے ساتھ لکھے ہوئے تھے۔ اس میں جو قرآن کا ترجمہ لکھا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے پاکیزگی کی زندگی گزاری' ان کے لئے بہترین جنتیں تیار کی ہیں۔"

اس کے پڑھتے ہی میں نے کہا کہ بخدا یہ بالکل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور میرے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے تو مسلمان ہونا چاہئے۔

ایک دن میں لندن کے ہائیڈ پارک کارنر گئی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان کھڑا اسلام کے بارے میں تقریر کر رہا ہے۔ میں اس شخص کی تقریر سنتی رہی اور جب تقریر ختم ہوئی تو میں نے اس شخص سے کہا کہ میں مسلمان بننا چاہتی ہوں۔ یہ شخص مجھے اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ وہاں جا کر میں نے غسل کیا تاکہ میں خداوند تعالیٰ کے سامنے پاک ہو سکوں۔ مجھے اپنے کپڑے جو کہ میں نے پہنے ہوئے تھے اس میں سخت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن مجھے اس بات کا نہ جانے کیوں یقین تھا کہ میں ان مسلمان بھائیوں کے درمیان بالکل محفوظ ہوں۔

اسلام کا قبول کرنا میرے لئے ایک بہت بڑا قدم تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں میں مسلمان بن کر رہ بھی سکوں گی یا نہیں۔ لیکن دو ہی دن کے بعد میں نے اسلامی لباس کو اپنا لیا اور حجاب پہننا شروع کر دیا۔ ابتداء میں حجاب پہننے کے بعد مجھے عجیب سا لگا۔ جیسے کہ میں ایک عام عورت نہیں رہی۔ لیکن حجاب سے مجھے ایک طرح کا تحفظ حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں کو معلوم ہونا شروع ہو گیا کہ میں ایک عورت ہی نہیں بلکہ ایک انسان بھی ہوں کیونکہ مغربی ماحول میں عورت کو ایک طرح کا کھلونا بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ میں ہر کسی کے لئے نہیں ہوں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے کیمسٹری میں داخلہ کا ارادہ چھوڑ دیا اور پولی ٹیکنک آف سینٹرل لندن میں فرنچ اور عربی میں داخلہ لے لیا اور اس کے ساتھ ہی مسلم ہاسٹل میں رہائش اختیار کر لی۔ یونیورسٹی میں اپنی ڈگری کے دو سال کے بعد میں نے شادی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ میرے پاس ایک ہی اسلامی راستہ تھا کہ شادی اسلامی قانون کے مطابق یعنی طے شدہ ہونی چاہئے۔ میں اس سلسلے میں اپنی سہیلی کے ذریعہ کئی لوگوں سے ملی لیکن کوئی مجھے پسند نہیں آیا۔ ایک دن جمعہ کو میری کچھ دوستوں نے ایک مصر کے رہنے والے سے میری ملاقات کروائی۔ ان صاحب کا نام محمد تھا۔ میں کافی نروس تھی۔ ہم نے چائے پی اور اسلام کے بارے میں باہمی تبادلہ خیال کیا۔ چند گھنٹوں کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ شخص وہی ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ دوسری طرف محمد کے بھی میرے بارے میں کچھ ایسے ہی خیال تھے۔

پردہ کرنے سے مجھے ایک طرح کا تحفظ حاصل ہوا اور لوگوں کو معلوم ہونا شروع ہوا کہ میں عورت ہی نہیں بلکہ ایک انسان بھی ہوں' نومسلمہ سارہ

میری ایک بیٹی ہے جو اب تیرہ سال کی ہے' میں اس کو اسلامی ماحول میں بڑی سختی سے پروان چڑھا رہی ہوں

میں اس کو کلب وغیرہ جانے کی اجازت نہیں دیتی' سارہ

اگلے پیر کے دن ہماری شادی ہو گئی۔ لیکن میرے گھر والوں نے شرکت نہیں کی کیونکہ وہ اس شادی کے بالکل خلاف تھے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ اس بات کے عادی ہو گئے اور میں نے بھی یہی کوشش کی کہ میرے تعلقات ان سے خوشگوار رہیں۔ اور اب اسلام کے بارے میں یا میرے اسلام میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی نکتہ چینی کرتا ہے تو میری والدہ فوراً میری حمایت میں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد میں امید سے ہو گئی اور میرے خاوند نے ہمارے ہر بچہ کے ساتھ میرے ہر معاملہ میں مدد کی۔ بچوں کے لنگوٹ بدلنا' ان کو کھلانا پلانا غرضیکہ وہ پوری طرح گھر کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے۔ مجھے اپنے بچوں کے ساتھ گھر میں رہنا بہت پسند تھا۔ بچے میرے لئے بوجھ نہ تھے بلکہ میرا تو یہ رول تھا کہ میں بچوں کا حق ادا کروں اور اپنی ذمہ داریاں جو کہ مجھ پر عائد ہیں ان کو پورا کروں۔ چنانچہ میں نے بچوں کی تربیت کو ڈگری حاصل کرنے پر ترجیح دی اور جب وہ بڑے ہو گئے تو دوبارہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور دو سال پہلے میں نے یہ ڈگری مکمل کر لی۔ میرے خاوند نے اس معاملہ میں میری پوری مدد کی اور حوصلہ افزائی کی۔ حالانکہ مغرب میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام میں عورتوں کی تعلیم کو برا سمجھا جاتا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔

میری ایک بیٹی ہے جو کہ اب تیرہ سال کی ہے۔ میں اس کو اسلامی ماحول میں بڑی سختی کے ساتھ پروان چڑھا رہی ہوں۔ میں اس کو کلب وغیرہ جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ اسلام میں شادی سے پہلے جنسی اختلاط کی سخت ممانعت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوا کہ مسلمان عورتیں جنسی اعتبار سے مردوں کی غلام ہیں۔ اسلام نے مرد اور عورتوں کے حقوق برابر رکھے ہیں۔

میری زندگی الحمدللہ بڑے آرام سے گزر رہی ہے۔ میرے حجاب میں رہنے سے لوگوں کو اگر تکلیف ہوتی ہے تو ہوا کرے لیکن میں ایک مسلمان ہوں اور انگریز ہوں' اور مجھے دونوں باتوں پر فخر ہے۔ (بشکریہ "ڈیلی میل" لندن ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۳ء)

بقیہ۔ مرزا قادیانی کا مقدمہ

کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ 'خزائن جلد ۱۱' صفحہ ۳۳۷)

مرزا کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے۔ اس وقت تک مرزا کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور ان سے اولاد بھی تھی۔ مگر مرزا کے بقول وہ عام شادیاں تھیں جن میں کچھ خوبی نہیں۔ وہ خاص شادی جو بطور نشان کے تھی اور جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی وہ مرزا کو نصیب نہ ہوئی۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مرزا مسیح موعود نہیں تھا۔

اسلامی زندگی میں علم کی اہمیّت اور فضیلت

علم دولت سے بہتر ہے کیونکہ علم پاسبانی کرتا ہے جبکہ دولت کی پاسبانی تمہیں کرنی پڑتی ہے

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر ان گنت احسانات ہیں۔ سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے انسان کو قلم کے ذریعے بہت سے علوم و فنون کی تعلیم دی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس نے افضل ترین کتاب قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کا علم عطا فرمایا۔ اسلام میں علم کی بہت زیادہ اہمیت اس لئے ہے کہ علم ایک ایسی لازوال دولت ہے جو قوت' امن' سربلندی اور سرفرازی عطا کرتی ہے۔ انسانیت کا شرف و بزرگی علم سے وابستہ ہے۔ اگر علم نہ ہو تو انسان حیوانوں سے بھی بدتر ہو۔ کسی بات کو سن کر یا پڑھ کر صحیح معلومات کو ذہن میں محفوظ کر لینا علم کہلاتا ہے۔ جو ان چیزوں پر مشتمل ہے یعنی قلب سلیم ہو اچھی بات کو بلاخوف و خطر قبول کر لیا جائے اور غلط اور بری بات کو قبول نہ کیا جائے۔ یادداشت اچھی ہو۔ کان جب سنیں تو اچھی بات کو دل میں اتار دیں۔ آنکھ علم کے منافی کوئی شے تسلیم نہ کرے۔ جو علم خالص اللہ کی رضاجوئی اور خدمت دین کی خاطر حاصل کیا جائے وہ قرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ علم کی دنیا اتنی وسیع و عریض ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ انسان سرتاج کائنات اور اشرف المخلوقات ہے۔ باقی مخلوق سے

تحریر۔ بابو شفقت قریشی سہام

افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو عقل سے نواز کر سب سے زیادہ علم عطا فرمایا۔ فرشتوں کو آدم کے سامنے جھکایا گیا اور علم ہی کے سبب تمام کائنات اس کی مطیع اور مسخر ہو کر رہ گئی۔ نبوت کے سلسلے کا سب سے پہلا اعلان جو سرکار دوجہاں ﷺ کی زبان مبارک سے دنیائے انسانیت کو سنایا گیا' اس میں تین چیزوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا گیا ہے۔ یعنی کائنات کی پیدائش' انسان کی تخلیق اور علم کی نعمت۔

سورۃ علق کی آیت ۱ تا ۵ میں ارشاد ربانی ہے۔

اقراء باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء و ربک الاکرم ○ الذی علم بالقلم ○ علم الانسان مالم یعلم ○

ترجمہ۔ "اے نبیؐ اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے۔ جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپؐ قرآن پڑھا کیجئے اور آپؐ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا (اور) انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔"

کائنات کی تخلیق انسان کے فائدے کے لئے کی گئی ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کائنات کے اندر موجود تمام اشیاء سے کماحقہ

فائدہ اسی صورت میں اٹھایا جاسکتا ہے جب انسان کے پاس علم کی دولت موجود ہو۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت بھی بغیر علم کے ناممکن ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر انسان کیونکر جان سکتا ہے کہ عبادت کا کون سا طریقہ اللہ کو پسند ہے اور کون سا طریقہ ناپسند ہے۔ کن کاموں کے کرنے سے وہ راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے۔ گویا بغیر علم کے نہ تو کائنات اور اس کی اشیاء سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کی پہچان ہوسکتی ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ "بے علم نتواں خدا را شناخت۔" ایک بے علم کے لئے اپنے پروردگار کا پہچاننا مشکل ہے۔

علم کے دو مراتب ہیں۔ ایک علم فرض عین ہے جبکہ دوسرا فرض کفایہ ہے۔ فرض عین علم یہ ہے کہ ارکان اسلام اور دین اسلام کی تمام معلومات سے آگاہی حاصل کرنا جبکہ فرض کفایہ صرف دینی علم کا حصول ہی نہیں بلکہ ہر وہ سائنسی علم بھی ہے جو قوم اور انسانیت کی بقاء و فلاح کے لئے موجود ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و حکمت سیکھنے اور سکھانے کی بہت تلقین فرمائی ہے چنانچہ مسجد نبویؐ علمی مجالس کا مرکز ہوتی تھی۔ حضور نبی اکرمؐ نے خود اپنے لئے یوں دعا فرمائی۔ وربّ زدنی علما۔ "اے رب! مجھے اور زیادہ علم دے۔"

قرآن حکیم علم کی ترقی یوں بیان فرماتا ہے۔

ترجمہ۔ "وہ اللہ ہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں اپنا رسول مبعوث فرمایا وہ رسول محترم ان لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کے اخلاق کو پاکیزہ بناتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

(سورۃ جمعہ ۲)

قرآن حکیم کی سورۃ رحمٰن کی آیت ۱تا۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اس کا بیان اسے سکھایا۔"

خشیت الٰہی صرف علم سے حاصل ہوتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ۔

"علم حاصل کرو کیونکہ اس کا سیکھنا اللہ کے خوف کا باعث ہے۔"

اس سلسلے میں قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے۔

ترجمہ۔ "اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں۔"

(سورۃ فاطر ۲۸)

سرکار دو جہاںؐ کا ارشاد ہے۔

"مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

قرآن کریم میں اصحاب علم کی بے حد تعریف بیان فرمائی گئی ہے۔ بہت سی احادیث میں اہل علم کو عبادت گزاروں بلکہ شہداء سے بھی بڑھ کر بتایا گیا ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض کیا گیا ہے۔ اسلام نے اہل علم اور اہل جہالت کو برابر کا درجہ دینے سے انکار کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"علم والے اور بے علم کہیں برابر بھی ہوتے ہیں۔"

(الزمر ۹)

اسلام انسان کو اس علم کا حق ادا کرتا ہے جو اس کی شناخت کرائے، جو علم حقانی ہو، جو قلب و ذہن کی تہذیب کرتا ہو۔ آپؐ کا فرمان ہے۔

"علم و حکمت کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے وہ اس کو جہاں پائے اس کے لینے کا وہی زیادہ مستحق ہے۔"

علم دین پر ہی موقوف ہے۔ علم دین کی بنا پر انسان انسان بنتا ہے۔ اپنی حقیقت کو پہچان کر ذات حق کا عرفان حاصل کرتا ہے۔

اصحاب صفہ میں وہ صحابہ کرامؓ شامل تھے جو دن رات تحصیل علم میں گزار دیتے تھے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو تمام دنیا میں پھیلایا۔ انہی میں سے احادیث نبویؐ کے سب سے بڑے راوی حضرت ابوہریرہؓ نے کثیر تعداد میں مسلمانوں کو احادیث نبویؐ کی تعلیم دی۔ غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سے جو قیدی فدیہ ادا نہ کرسکتے تھے ان کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ مدینہ منورہ میں رہ کر لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ حدیث میں ہے۔

"جس نے حصول علم کے لئے کوئی راستہ طے کیا، اللہ نے اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرمادی۔"

(ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد)

"فرشتے علم کے طالب کی رضا و خوشنودی کی خاطر اس کے نیچے پر بچھاتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ)

"جس کے پاؤں طلب علم میں غبار آلود ہوئے، اللہ نے اس کا جسم دوزخ پر حرام کردیا۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر وہ طلب علم میں فوت ہوجائے تو شہید ہوگا۔"

باقی ص ۲۶ پر

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ کی تصنیف لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ برکاتہ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرھویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہی کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے چودھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ عنوانات ملاحظہ ہوں ○ عقیدہ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمیٰ کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفر اللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباہلے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسیٰ علیہ السلام ○ المہدی والمسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی نبوت سے مراق تک ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ غرض ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلے پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے ○ قادیانی مذہب سے لے کر سیاست تک، مساجد سے عدالت تک کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے ○ دینی اداروں، علماء، مناظرین، وکلاء تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے ○ صفحات ۷۰۰ ○ کاغذ عمدہ ○ کمپیوٹر کتابت ○ خوبصورت رنگین ٹائٹل ○ عمدہ اور پائیدار جلد ○ قیمت =/۱۰۰ روپے ○ جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے رعایتی قیمت =/۷۰ روپے ڈاک خرچ بذمہ خریدار ○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ○ مجلس کے مقامی دفاتر سے بھی طلب کریں ○

ملنے کا پتہ

مرکزی ناظم اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صدر دفتر، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸

از۔ سید محمود اختر

ایک انگریز کی داستان قبول اسلام

قادیانیوں نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے جال میں پھانسنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

مرزاجی کا خواب کہ قادیان مکہ ہوگا شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا

یہ جون کا گرم اور خشک مہینہ تھا اور ہر طرف جھلسا دینے والی گرمی پڑ رہی تھی۔ درجہ حرارت ایک سو میں درجے فارن ہائٹ تھا۔ اٹک کی پانی کو ترستی بنجر زمین اور سنگلاخ پہاڑیاں گرمی کی شدت میں اور بھی اضافہ کررہی تھیں۔ میجر البرٹ ریمزے میسی اپنے دفتر میں بیٹھا ضروری کاغذات دیکھ رہا تھا۔ کوئی دو بجے کا عمل ہوگا۔ میجر نے کام سے اکتا کر ایک اچٹتی سی نظر سامنے پھیلے پریڈ کے میدان پر ڈالی۔ اس کی نظریں وہیں جم کر رہ گئیں۔ ایک ہندوستانی فوجی تپتی دوپہر میں میدان کے چکر کاٹ رہا تھا۔ اگرچہ اس قسم کے مناظر اس وقت برطانوی فوج میں معمول کی بات تھی، مگر ایک نامعلوم جذبے کے تحت میجر اس منظر سے نگاہیں نہ ہٹا سکا۔ غالباً" اس نوجوان فوجی سے کسی فاش غلطی کا ارتکاب ہوا تھا۔ جس کی سزا اس چلچلاتی دھوپ میں دوڑ لگوا کر دی جارہی تھی۔ فوجی کی پشت پر ایک بڑا سا وزنی تھیلا لٹک رہا تھا۔ جس میں اینٹیں اور پتھر تھے۔ وہ کولہو کے بیل کی طرح مسلسل چکر کاٹے جارہا تھا۔ اس کی سزا کی نگرانی ایک سکھ افسر کررہا تھا۔ میجر کے دل میں اس معتوب فوجی کے لئے ہمدردی کے جذبات ابھر آئے۔ وہ بنیادی طور پر ایک رحم دل آدمی تھا اور اس رحم دلی کی کئی بار بھاری قیمت ادا کرچکا تھا۔ اسے نو سال قبل کا واقعہ یاد آگیا۔ جب اس کو ہمدردی کرنے کی سخت سزا ملی تھی۔

۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو انڈین نیشنل کانگریس اور تحریک خلافت کا ایک مشترکہ جلسہ عام جلیانوالہ باغ (امرتسر) میں ہونا تھا۔ جلسے کا مقصد حکومت کے خلاف قرارداد کی منظوری تھی کہ عوام برطانوی راج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اس مجوزہ جلسے کی بھنک جب گورنر پنجاب کو ملی تو اس نے لاہور ڈویژن کے کمانڈنگ آفیسر جنرل ڈائر کو حکم دیا کہ جلسہ کرنے پر پابندی لگادی جائے اور حکم عدولی کی صورت میں بلا رعایت گولی چلادی جائے۔ اس مقصد کے لئے مشین گنوں سے مسلح ایک برطانوی فوجی دستہ بھی مہیا کردیا گیا' جس کا کمانڈر میجر البرٹ ریمزے میسی تھا۔ آخر جلسے کا دن آپہنچا۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا کہ امڈا چلا آرہا تھا۔ ہر سمت سے لوگ جلسہ گاہ کی طرف جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ عوام کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن تھا۔ جلسہ گاہ سے حکومت کے خلاف نعرے بلند ہورہے تھے۔

جلیانوالہ باغ کے قرب و جوار میں زیادہ تر رہائشی عمارتیں تھیں۔ گورنر پنجاب کے احکامات کے مطابق برطانوی فوجیوں نے تین مختلف سمتوں میں پھیل کر پوزیشنیں سنبھال لیں اور عوام پر فائر کھول دیا گیا۔ ہر طرف بھگدڑ مچ گئی اور آن کی آن میں سینکڑوں افراد اس دنیا کی بھینٹ چڑھ گئے۔ یہ ہندوستان کے عوام پر روا رکھے جانے والے برطانوی راج کے مظالم کا ایک بدترین اور وحشیانہ مظاہرہ تھا۔ اس دلدوز سانحے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ملک کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ ردعمل کے طور پر عوام میں زبردست اشتعال پھیل گیا۔ برطانوی راج کے خلاف نفرت کا لاوا ابل پڑا۔ لوگوں نے بینک' ڈاک خانے اور دیگر سرکاری عمارتیں نذر آتش کرنا شروع کردیں۔ ریل کی پٹڑیاں اکھاڑ دی گئیں۔ گوجرانوالہ ریلوے اسٹیشن کو آگ لگادی گئی۔ اگلے ہی دن لاہور' گوجرانوالہ اور امرتسر میں کرفیو نافذ کردیا گیا۔ اس دلدوز سانحے کی صدائے بازگشت لندن تک پہنچی۔ جنرل ڈائر اور میجر البرٹ ریمزے میسی کو واپس انگلستان بلایا گیا۔ جنرل ڈائر نہتے اور معصوم شہریوں کے قتل عام کا ہی ذمہ دار نہیں تھا بلکہ ان انگریز مردوں اور عورتوں کا خون بھی اس کی گردن پر تھا جو ہندوستانی عوام کے جوابی انتقام کا نشانہ بن گئے تھے اور میجر اے آر میسی کا جرم یہ تھا کہ اس نے نہتے عوام پر فائرنگ کو غیر انسانی فعل قرار دیتے ہوئے گولی چلانے سے انکار کیا تھا لہٰذا اس کے عہدے میں کمی کرکے انگلستان کی کسی دوسرے یونٹ میں اس کا تبادلہ کردیا گیا تھا۔ نو سال کے بعد اسے سابقہ عہدے پر بحال کرتے ہوئے ہندوستان بھیجا گیا تھا اور اب وہ قلعہ اٹک میں تعینات تھا۔

فوجی ابھی تک میدان میں چکر کاٹ رہا تھا۔ یہ کٹھن اور صبر آزما مشقت ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ گھڑی نے تین بجائے تو سکھ نگران نے اس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اسے بیس منٹ کے لئے آرام کی مہلت دی گئی تھی۔ رکنے کا اشارہ پاتے ہی فوجی تیزی سے پانی کے نل کی طرف لپکا۔ اس نے پہلے ہاتھ دھوئے اور پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر منہ میں ڈالا اور کلیاں کیں۔ انگریز میجر بغور اس کی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کررہا تھا۔ فوجی نے کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اور پھر پاؤں دھونے کے بعد قبلہ رو ہوکر نماز کے لئے کھڑا ہوگیا۔ اس نے بمشکل نماز ختم کی ہوگی کہ سکھ نگران پھر موت کے فرشتے کی طرح نازل ہوا اور سزا پھر شروع ہوگئی۔

میجر میسی یہ تمام کارروائی اپنے دفتر کی کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں فوجی کے حوصلے اور قوت برداشت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ عجلت میں اٹھا اور انڈین یونٹ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس نے ہندوستانی یونٹ کے میجر سے جو اس کا ہم مرتبہ تھا' استفسار کیا کہ آخر اس نوجوان فوجی سے کون سی ایسی بھیانک غلطی سرزد ہوئی ہے' جس کی اسے اتنی کڑی سزا دی جارہی ہے۔ اس نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا جس نے جلتی ہوئی دھوپ میں اتنی سخت سزا کے بعد بھی پانی کا ایک قطرہ تک اپنے حلق میں انڈیلنے سے گریز کرکے اپنے غیر معمولی ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ میجر اے آر میسی نے سفارش کی کہ اس نوجوان کی باقی سزا منسوخ کرکے اس کے دفتر میں بھیج دیا جائے۔

نوجوان فوجی' میجر میسی کے روبرو پیش ہوا تو میجر نے اس سے وہ غلطی دریافت کی جس کی اسے اس قدر سخت سزا ملی

تھی۔ فوجی نے جواباً کہا کہ وہ اپنی صبح کی پی ٹی میں دو منٹ دیر سے گراؤنڈ میں پہنچا تھا۔ اس کا کمپنی کمانڈر ایک سکھ کیپٹن ہے' جسے مسلمان فوجیوں سے خدا واسطے کا بیر ہے اور وہ معمولی غلطیوں پر بھی مسلمان فوجیوں کو کڑی سزائیں دیتا ہے۔ میجر نے اس سے شدید پیاس کے باوجود پانی پینے سے گریز کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ وہ مسلمان ہے اور ہر بالغ مسلمان کو رمضان کے مہینے میں سحری سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے کی ممانعت ہے۔ میجر نے کہا کہ اس وقت تمہیں کوئی بھی دیکھ نہیں رہا تھا لہٰذا تم نل کے بہانے اپنی پیاس بجھا سکتے تھے۔ نوجوان فوجی نے کہا کو مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا مگر وہ ذات باری تعالیٰ جس کے احکام کی بجا آوری میں' میں نے روزہ رکھا ہے' اس سے میرا کوئی عمل بھی مخفی نہیں۔ اس نے اللہ پر اپنے ایمان و عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے چنداں مشکل نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں اپنی جان نذر کروں مگر یہ ناممکن ہے کہ میں احکام خداوندی سے سرتابی کروں۔ نوجوان فوجی نے پانچ بنیادی ارکان اسلام کی تفصیلاً" وضاحت کی۔

اب میجر میبی نے اپنا تیسرا اور آخری سوال کر ڈالا کہ سزا کے دوران اسے آرام کرنے کے لئے جو قلیل سی مہلت دی گئی تھی اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس نے نماز پڑھنے کو کیوں ترجیح دی؟ نوجوان فوجی نے جواب دیا کہ دین اسلام میں نماز کی حیثیت ستون کی سی ہے۔ نماز اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ اگر وہ اس دی گئی قلیل سی مدت میں آرام کرنے کو ترجیح دیتا تو نماز کا وقت نکل جاتا لہٰذا اس نے نماز پڑھنے کو ترجیح دی کیونکہ اس کے نزدیک اس قلیل وقت کا بہترین مصرف یہی تھا۔

نوجوان فوجی کی باتوں کا میجر میبی پر گہرا اثر ہوا تھا وہ سوچوں میں گم اپنی بیرک میں چلا آیا۔ وہ ہر وقت گہری سوچوں میں غرق نظر آتا۔ اس کے ساتھی افسروں نے چند ہی دنوں میں اس میں ایک نمایاں تبدیلی دیکھی۔ وہ ایک بدلا ہوا شخص نظر آتا تھا۔ دراصل اسے اسلام کے فلسفہ عبادت نے بے حد متاثر کیا تھا اور اس کا متجسس ذہن اسلام کو مکمل طور پر سمجھنے کا خواہاں تھا۔ اس نے اپنی رجمنٹ سے دو ماہ کی رخصت لی اور اٹک سے راولپنڈی چلا آیا۔ اس نے اسلام کے متعلق انگریزی میں دستیاب کتابوں کی شدومد سے تلاش شروع کر دی۔ اسلامی موضوعات پر درجنوں کتابیں اکٹھی کیں اور قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ بھی حاصل کر لیا۔ وہ ان کتابوں کے مطالعے میں ڈوب گیا۔ دن ہو یا رات وہ تھا اور کتابوں کی پر بہار دنیا۔ ایک ماہ میں اس نے بڑی حد تک اسلام سے واقفیت حاصل کر لی اور پر یقین ہو کر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد میں اللہ سے اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگوں گا اور اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے وقف کروں گا۔ میجر نے دل میں اپنے پختہ عزم کا اظہار کیا۔

جمعہ کے دن میجر میبی نے غسل کر کے نئے کپڑے پہنے اور جب اذان کی صدا بلند ہوئی تو وہ مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ امام مسجد نے بھی ابھی خطبہ شروع نہیں کیا تھا اور نمازیوں کی آمد جاری تھی۔ میجر مسجد میں داخل ہوا اور سیدھا منبر کے پاس جا پہنچا۔ اس نے نہایت پرعزم انداز میں امام صاحب سے درخواست کی کہ اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا جائے کیونکہ اسلام کی سچائی اور ابدیت اس پر آشکارا ہو چکی ہے اور وہ اس کے پیروکاروں کی صف میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ امام مسجد کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ اس کے سامنے ایک انگریز فوجی افسر اسلام قبول کرنے کا کہہ رہا تھا۔ امام صاحب نے کچھ کہنے میں پس و پیش کیا' وہ انڈین آرمی کا نامزد کردہ امام مسجد تھا۔ اسے ڈر تھا کہ برطانوی افسر کو مسلمان بنانے کے "جرم" میں اسے نوکری ہی سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ بلکہ شاید سخت سزا کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ امام خالی نظروں سے اس برطانوی افسر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک مسجد کی فضا اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ نمازیوں نے امام مسجد پر زور دیا کہ وہ اس برطانوی افسر کو کلمہ پڑھا کر فرزند اسلام بنائیں۔ امام مسجد نے میجر البرٹ ریمزے میبی کو کلمہ پڑھایا اور اس کا نیا نام عبدالرحمٰن میبی رکھا۔

ایک برطانوی افسر کے مسلمان ہونے کی خبر برطانوی کیمپ میں پہنچی تو اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اسے فوری طور پر ملازمت سے برطرف کر کے نظر بند کر دیا گیا۔ اس سے تمام اعزازات واپس لے لئے گئے اور اس کا بینک بیلنس منجمد کر دیا گیا۔ اگلے ہی دن مذہب تبدیل کرنے کے "جرم" میں اس کا کورٹ مارشل ہو گیا۔ اسے سپاہیوں کی نگرانی میں لاہور روانہ کر دیا گیا۔

لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر اس نے قدم رکھا تو جسم کے کپڑوں اور تھوڑی سی جمع پونجی کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اسے اپنی برطرفی کا کچھ غم نہ تھا۔ بس قلق تھا تو اس بات کا کہ اس کا جو سامان ضبط کیا گیا ہے اس میں وہ کتابیں بھی شامل تھیں جو اس نے اسلام کو سمجھنے کے لئے بڑی تلاش کے بعد اکٹھی کی تھیں۔ لاہور اس کے لئے ایک اجنبی شہر تھا اور اسے اپنی منزل کی کچھ خبر نہ تھی جیسے تیسے اس نے اسٹیشن کے قریب ایک قدرے سستے ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لیا اور اپنے آپ کو اس میں بند کر لیا۔ وہ کھانے کے وقت باہر نکلتا اور ڈائننگ ہال کے ایک کونے میں خاموشی سے کھانا کھا کر اپنے کمرے میں لوٹ جاتا۔ کئی دن گزر گئے اس کے معمولات میں فرق نہ آیا۔ ایک دن وہ حسب معمول الگ تھلگ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کہ ایک آدمی اس کے قریب آیا۔ اس نے بڑی خوش اخلاقی سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ میجر عبدالرحمٰن میبی نے اس کے ہمدردانہ لہجے سے متاثر ہو کر ساری بپتا سنا ڈالی۔ اس اجنبی نے میجر سے وعدہ کیا کہ وہ اسے ایک ایسی مذہبی اصلاحی تبلیغی تنظیم سے ملا دے گا جو اس کے لئے روزگار کا بندوبست کر دے گی اور وہ باعزت طریقے سے زندگی گزار سکے گا۔ اجنبی کی باتوں سے میجر کی ڈھارس بندھ گئی۔

اگلے دن وہ آدمی میجر کو مذکورہ تنظیم کے دفتر لے گیا۔ متعلقہ آدمیوں سے تبادلہ خیالات کے بعد میجر کو اطمینان ہو گیا کہ وہ صحیح جگہ پر پہنچا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو مشنری جذبے کے تحت اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ایک دن وہ لائبریری میں مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک اس کی نظر ساتھ کی میز پر پڑے ہوئے ایک پمفلٹ پر پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ پمفلٹ مرزا غلام احمد قادیانی کے (جھوٹے) دعوائے نبوت کے بارے میں تھا۔ پمفلٹ کا متن پڑھ کر میجر ششدر رہ گیا۔ اسلام سے متعلق اس کے مطالعے کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے۔ وہ شدید ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے لائبریرین سے اس بارے میں پوچھا مگر اس کی تشفی نہ ہو سکی۔ اس کی ذہنی کشمکش اگلے دن اسے قادیانیوں کی عبادت گاہ میں لے گئی۔ اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا تو قادیانیوں نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی مگر آدمی چونکہ سوجھ بوجھ والا اور راست فکر تھا اس لئے قائل نہ ہو سکا اور کسی نتیجے پر پہنچے بغیر واپس آ گیا۔ اسے یقین تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت جال ہے مگر وہ کسی ایسے عالم دین سے ملنا چاہتا تھا جو اس کے ذہنی الجھاؤ کو دور کر سکے۔

ان دنوں لاہور سے ایک انگریزی روزنامہ "ایسٹرن ٹائمز" شائع ہوتا تھا۔ ایک دن اس روزنامے کا ایک شمارہ میجر عبدالرحمٰن کے ہاتھ لگ گیا۔ اس شمارے میں اسلامیہ کالج لاہور کے اس وقت کے پرنسپل علامہ عبداللہ یوسف علی کا ایک بصیرت افروز مضمون چھپا تھا۔ میجر اس نام سے شناسا تھا۔ چند ماہ پیشتر اسلام قبول کرنے سے قبل اس نے قرآن مجید کے جس انگریزی ترجمے کا مطالعہ کیا تھا وہ علامہ صاحب ہی کا کیا ہوا تھا۔ میجر نے علامہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں اپنی ذہنی کشمکش سے انہیں آگاہ کیا۔ علامہ صاحب عربی کے بہت بڑے عالم تھے اور انگریزی زبان پر بھی مکمل دسترس رکھتے تھے۔ علامہ صاحب کی صحبت میں رہ کر میجر کو قرآن فہمی میں بڑی مدد ملی اور اس کا ذہنی تکدر دور ہو گیا۔ علامہ صاحب کا علمی و ادبی حلقہ بہت وسیع تھا اور ان کی قربت سے میجر کو لاہور کی اعلیٰ سوسائٹی میں ایک نمایاں مقام مل گیا۔ مگر وہ اپنے روزگار اور مستقبل کے بارے میں پریشان تھا۔ اس نے علامہ صاحب سے اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا تو انہوں شیخ سر عبدالقادر سے جو اس وقت انجمن حمایت اسلام کے صدر تھے' بات کی۔ شیخ صاحب نے اس

باقی ص ۲۵ پر

مرزا قادیانی کا مقدمہ
اللہ تعالیٰ کی عدالت میں

از حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

قارئین کرام! جب دو فریق دعا کے ذریعہ اپنا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کریں اور یہ دعا کریں کہ "یا اللہ سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما۔" تو اس کو "مباہلہ" کہا جاتا ہے اور "مباہلہ" کے بعد جو نتیجہ نکلے وہ "خدائی فیصلہ" شمار کیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا مقدمہ کئی بار اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا اور ہر بار خدائی عدالت سے اس کے خلاف فیصلہ صادر ہوا۔ چنانچہ۔

پہلا مقدمہ

مرزا نے اپنا اور آتھم پادری کا مقدمہ یکطرفہ طور پر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا اور فیصلہ مرزا کے خلاف ہوا اور مرزا کو خدائی فیصلہ کے خلاف غلط اور جھوٹی تاویلات کا سہارا لینا پڑا۔

دوسرا مقدمہ

مرزا نے اپنا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا اور اس مرتبہ بھی فیصلہ اس کے خلاف ہوا۔ ان دونوں مقدموں کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے۔

تیسرا مقدمہ

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ کو عیدگاہ امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنوی کا خود مرزا قادیانی سے رو در رو مباہلہ ہوا اور دونوں فریقوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۴۲۶۔۴۲۷) مرزا نے یہ اصول بیان کیا کہ مباہلہ کے بعد خدائی فیصلہ کی شکل یہ ہے کہ "مباہلہ کرنے والوں میں جو فریق جھوٹا ہو سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔"

(ملفوظات ص ۴۴۰۔۴۴۱ ج ۹)

نتیجہ

مرزا قادیانی اپنے بیان کردہ اصول کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا عبدالحق غزنویؒ کی زندگی میں ہلاک ہوگیا اور مولانا غزنویؒ مرزا قادیانی کے بعد ۹ سال تک زندہ سلامت رہے۔ ان کا انتقال ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔

(رئیس قادیان جلد ۲ ص ۱۶۲۔ تاریخ مرزا ص ۳۸)

پس اللہ تعالیٰ کی عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا اور واقعی دجال و کذاب اور مرتد تھا۔

چوتھا مقدمہ

مرزا کے ایک غالی مرید حافظ محمد یوسف نے ۲ شوال ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ کیا۔ مباہلہ اس پر تھا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے دو چیلے حکیم نور دین اور محمد احسن امروہوی مسلمان ہیں یا نہیں؟ حافظ محمد یوسف کا کہنا تھا کہ یہ تینوں مسلمان ہیں اور مولانا غزنویؒ کا کہنا تھا کہ یہ تینوں دجال و کذاب اور مرتد ہیں۔ الغرض مرزا کی وکالت میں حافظ محمد یوسف نے مولانا عبدالحق سے مباہلہ کیا اور دونوں فریقوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما اور مرزا کو جب اس مباہلہ کی اطلاع پہنچی تو اس نے اپنے مرید حافظ صاحب کی تحسین و تصدیق کی اور اس مباہلہ کی ذمہ داری خود اٹھائی۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۳۹۵۔۳۹۶)

نتیجہ

حافظ محمد یوسف اس مباہلہ کے شکار ہو کر مرزائیت سے تائب ہوگئے اور مسلمان ہو کر مرزائیت کے بخیے ادھیڑنے لگے۔ چنانچہ مرزا کے رسالہ اربعین کا اشتہار نمبر ۳ انہی حافظ محمد یوسف کے نام ہے۔ اس میں مرزا، حافظ صاحب کے بارے میں لکھتا ہے۔

"کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہوگیا (کچھ نہیں ہوا، صرف مباہلے کا نتیجہ ظاہر ہوا ہے۔ ناقل) انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر دے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں اور اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گزر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے اور بعض مخالفین سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۰۸)

پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا فیصلہ تھا۔ جس سے واضح ہوگیا کہ مرزا اللہ تعالیٰ کی نظر میں واقعی دجال و کذاب تھا۔

پانچواں مقدمہ

مرزا نے رسالہ "سرمہ چشم آریہ" میں آریوں کو مباہلہ کی دعوت دی اور فریقین کے لئے مباہلہ کا مضمون خود لکھ کر شائع کیا جس کو وہ بطور مباہلہ پڑھ کر سنائیں گے اور یہ بھی قرار دیا کہ مباہلہ کے بعد؟

"پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت ہوگی۔ پھر اگر برس گزرنے کے بعد مولف (یعنی مرزا قادیانی) پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانچ سو روپے ٹھہرے گا۔ جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ با آسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کردیا جائے گا۔ اور در حالت غلبہ خود بخود اس روپے کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں ہر دو مضمون کاغذ مباہلہ کو لکھ کو رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۵۱، روحانی خزائن جلد ۲ ص ۳۰۹)

قارئین کرام! آگے بڑھنے سے پہلے مرزا کی اس تحریر کے نکات کو اچھی طرح نوٹ کرلیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مرزا نے اپنی طرف سے مباہلہ کا مضمون شائع کردیا اور آریوں کو دعوت دی کہ وہ بھی مباہلہ کا مضمون مرزا کے مقابلہ میں شائع کردیں۔

۲۔ مباہلہ کا مضمون جس تاریخ کو فریق مخالف شائع کرے گا اس تاریخ سے ایک سال تک فیصلہ کی میعاد ہوگی۔

۳۔ اگر اس تاریخ سے ایک برس کے عرصہ میں مرزا پر عذاب و وبال نازل ہوا تب بھی یہ سمجھا جائے گا کہ مرزا مباہلہ ہار گیا اور اگر فریق مخالف پر اس عرصہ میں عذاب نازل نہ ہوا تب بھی مرزا جھوٹا ثابت ہوگا اور فریق مخالف کے ہارنے کی صرف ایک صورت ہے کہ اس پر ایک برس کے عرصہ میں عذاب و وبال نازل ہوجائے۔

۴۔ اگر مرزا مباہلہ میں جھوٹا ثابت ہو (جس کی اوپر دو صورتیں ذکر ہوئی ہیں) تو وہ فریق مخالف کو پانچ سو روپے تاوان دے گا۔ جس کو پیشگی جمع کرانے کے لئے تیار ہے اور اگر فریق مخالف ہار جائے تو مرزا کی طرف سے تاوان کا کوئی مطالبہ نہیں۔ فریق مخالف پر مباہلہ کی بددعا کے آثار کا ظاہر ہوجانا ہی اس کے لئے کافی تاوان ہے۔

ان چار نکات کو اچھی طرح ذہن میں رکھنے کے بعد اب

آگے بیٹے۔

مرزا قادیانی کی یہ دعوت مباہلہ آریوں کی طرف سے پنڈت لیکھ رام نے قبول کرلی۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقتہ الوحی میں لکھتا ہے۔

"واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا...... میری اس تحریر پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب "خبط احمدیہ" میں' جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی..... میرے ساتھ مباہلہ کیا (آگے لیکھ رام کا طویل مضمون نقل کیا ہے جس کے اخیر میں لیکھ رام نے لکھا) "اے پرمیشر! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر' کیونکہ کاذب' صادق کی طرح تیرے حضور عزت نہیں پاسکتا۔""

(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۲۶۔۳۳۲)

نتیجہ

لیکھ رام نے ۱۸۸۸ء میں مرزا کے ساتھ مباہلہ کیا۔ مرزا کی طے کردہ شرط کے مطابق لیکھ رام پر ایک سال میں عذاب نازل ہونا چاہئے تھا مگر ایسا نہیں ہوا لہٰذا اس نے مرزا کے مقابلہ میں مباہلہ جیت لیا اور مرزا پنڈت لیکھ رام کے مقابلہ میں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

قارئین کرام! آپ نے مندرجہ بالا تفصیل سے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا قادیانی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پانچ مرتبہ پیش ہوا۔ تین مرتبہ مسلمانوں کے مقابلہ میں۔ ایک مرتبہ عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں اور ایک مرتبہ ہندو آریوں کے مقابلہ میں اور ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عدالت نے مرزا کے خلاف فیصلہ دیا اور اسے جھوٹا ٹھہرایا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی صاحب عقل کو مرزا کے جھوٹا ہونے میں شبہ ہوسکتا ہے؟

مرزا کی چند پیش گوئیاں' جو سچی نکلیں

پہلی پیش گوئی

مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا۔

"آپ اپنے پرچہ میں...... میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۵۷۸' جلد ۳)

نتیجہ

مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی حرف بحرف سچی نکلی۔ وہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا مرحوم کی زندگی میں ہلاک ہوگیا اور مولانا مرحوم ۱۹۴۹ء تک سلامت باکرامت رہے۔ ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی بقول خود' اللہ تعالیٰ کی نظر میں مفتری اور کذاب ودجال تھا۔

دوسری پیش گوئی

اسی اشتہار میں مولانا مرحوم کو مخاطب کرکے لکھا۔

"اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے' جیسے طاعون' ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں۔ آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

(حیات ناصر صفحہ ۱۴' بحوالہ قادیانی مذہب پہلی فصل نمبر ۸۰)

نتیجہ

مرزا کی یہ پیش گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ مولانا مرحوم مرزا کی زندگی میں بفضل خدا تمام آفات سے محفوظ رہے اور خود مرزا' مولانا کی زندگی میں وبائی ہیضہ کا شکار ہوگیا۔

تیسری پیش گوئی

مرزا قادیانی کا عبداللہ آتھم پادری کے ساتھ ۱۵ دن تک مناظرہ ہوتا رہا۔ آخری دن ۵ جون ۱۸۹۳ء کو مرزا نے پیش گوئی کی کہ ان کا حریف پندرہ مہینے تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اسی سلسلہ میں مرزا نے لکھا کہ۔

"میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے' روسیاہ کیا جاوے' میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے' مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا' ضرور کرے گا' زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"

(جنگ مقدس ص ۲۱۰۔۲۱۱' روحانی خزائن صفحہ ۲۹۲۔۲۹۳ جلد ۶)

نتیجہ

پیش گوئی کی آخری معیاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ مگر آتھم اس تاریخ تک نہیں مرا۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی کہ۔

"اگر آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں جھوٹا ہوں۔ میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"

چوتھی پیش گوئی

مرزا قادیانی کو بقول اس کے الہام ہوا تھا کہ محمدی بیگم (دختر احمد بیگ ہوشیار پوری) کا شوہر مرزا کی زندگی میں مرجائے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہوکر مرزا کے نکاح میں آئے گی۔ اس سلسلہ میں مرزا نے پیش گوئی کی کہ۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔"

(انجام آتھم' صفحہ ۳۱ حاشیہ)

نتیجہ

احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد) مرزا کی زندگی میں نہیں مرا بلکہ مرزا کے بعد ایک عرصہ تک زندہ سلامت رہا۔ اس لئے مرزا کی یہ پیش گوئی سو فیصد سچی ثابت ہوئی کہ۔

"اگر میں جھوٹا ہوں تو احمد بیگ کا داماد میری زندگی میں نہیں مرے گا۔"

پانچویں پیش گوئی

اسی سلسلہ میں مرزا نے لکھا۔

"یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد مرزا کی زندگی میں نہ مرا۔ ناقل) تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴)

نتیجہ

یہ پیش گوئی بھی حرف بہ حرف سچی نکلی اور مرزا اپنی پیش گوئی کے مطابق "ہر بد سے بدتر ٹھہرا۔"

چھٹی پیش گوئی

مرزا نے پیش گوئی کی تھی کہ آئندہ ایک ایسا زلزلہ آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مرزا نے اس کا نام زلزلۃ الساعۃ رکھا۔ یعنی "قیامت کا زلزلہ" اس کے لئے بہت سے اشعار جاری کئے چنانچہ اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا کہ۔

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں۔ اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۲۔۹۳' روحانی خزائن صفحہ ۲۵۳ جلد ۲۱)

نتیجہ

مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم اس کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کے پورے پانچ مہینے بعد ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوئی۔ اس کی زندگی میں یہ زلزلہ نہ آیا لہٰذا مرزا کی یہ پیش گوئی حرف بحرف سچی نکلی کہ "اگر یہ زلزلہ میری زندگی میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں' بلکہ جھوٹا ہوں۔"

فائدہ۔ مرزا کے مقابلہ میں ایک مسلمان کی پیش گوئی

جن دنوں مرزا مسلسل اشتہار شائع کررہا تھا کہ ایک زلزلہ قیامت آنے والا ہے۔ انہی دنوں ملا محمد بخش حنفی نے مرزا کی تردید میں ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا کہ "مجھے نور کشفی سے معلوم ہوا کہ ایسا کوئی زلزلہ نہیں آئے گا۔" اور یہ کہ "مرزا قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذلیل و خوار ہوگا۔" مرزا نے اپنے

اشتہار ۸ مئی ۱۹۰۵ء کے حاشیہ میں ملا صاحب مرحوم کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا ہے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے اس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

"میں آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بجھے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸۔۲۱ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ گرچہ قادیانی زلزلہ کے آنے کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی طرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئے گا! اور نہیں آئے گا! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ میں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ کشف دکھلایا گیا ہے۔ مستفیض ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پا کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیش گوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامن عاطفت میں رکھ کر اس نارسیدہ آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال تک بیکا نہ ہوگا۔"

(ملا محمد بخش حنفی...... سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور)

(مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی جلد ۳ ص ۵۴۱۔۵۴۲)

قارئین کرام:۔ یہ چودھویں صدی کے مسیلمہ کذاب مرزا قادیانی کے مقابلے میں ایک سچے مسلمان کی پیش گوئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں سچی کر دکھائی اور اس پیش گوئی کے مطابق مرزا قادیانی واقعی ذلیل و رسوا ہوا اور خود اپنے اقرار سے جھوٹا ثابت ہوا۔

واللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب

ساتویں پیش گوئی

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار "قلقل بجنور" کے نام مرزا قادیانی نے ایک خط لکھا۔ جو اخبار "بدر" قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اس کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار "بدر" قادیان نمبر ۲۹ جلد ۲' ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

(بحوالہ قادیانی مذہب فصل ساتویں نمبر ۳۹)

نتیجہ

مرزا کی یہ پیش گوئی بھی سو فیصد صحیح نکلی کہ "اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔" اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتے اور تمام انسان گواہ رہیں کہ مرزا باقرار خود واقعی جھوٹا تھا' جھوٹا تھا' جھوٹا تھا۔

مرزا قادیانی کی چند دعائیں جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئیں

پہلی دعا

مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے آخر میں لکھا۔

"اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیمؑ کے ساتھ اور اسحاقؑ کے ساتھ اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ اور یعقوبؑ کے ساتھ اور موسیٰؑ کے ساتھ اور داؤدؑ کے ساتھ اور مسیح ابن مریمؑ کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد صلعم کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرامؒ کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔"

(مجموعہ اشتہارات...... صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶' جلد ۲)

نتیجہ

قارئین کرام! نہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) مرزا کے نکاح میں آئی نہ آتھم مرزا کی مقرر کردہ میعاد کے اندر عذاب مہلک میں گرفتار ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھیں لہٰذا مرزا کی یہ دعا قبول ہوئی کہ "اگر یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔" جس سے ثابت ہوا کہ مرزا اللہ تعالیٰ کی نظر میں واقعی مردود و ملعون اور دجال تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا دیا۔

دوسری دعا

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ "آخری فیصلہ" نامی اشتہار میں مرزا نے لکھا۔

"اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔" (مجموعہ اشتہارات...... صفحہ ۵۷۸۔۵۷۹' جلد ۳)

نتیجہ

مرزا کی یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا کو ہلاک کر دیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا واقعی اللہ تعالیٰ کی نظر میں مفسد اور کذاب تھا اور رات دن افتراء کرنا اس کا کام تھا۔

تیسری دعا

اسی اشتہار میں مزید لکھتا ہے۔

"میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين۔

آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

"الراقم۔ عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود مرقوم تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بروز دوشنبہ۔" (ایضاً)

نتیجہ

حق تعالیٰ شانہ نے مرزا کی یہ دعا بھی قبول فرمائی اور اس دعا کے ایک سال دس دن بعد مرزا کو مولانا مرحوم کی زندگی میں اٹھا لیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا' حق تعالیٰ شانہ کی نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب تھا۔

مرزا کی دعا قبول ہونے کی مزید تصدیق

قارئین کرام! اوپر واقعات کی روشنی پر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کے بارے میں مرزا کی دعا قبول ہوئی۔

لیجئے! اس قبولیت دعا پر مرزا کی الہامی مہر بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا کے ملفوظات جلد ۲ ص ۲۶۸ میں مرزا کا یہ ملفوظہ درج ہے۔

فرمایا۔ "یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع۔ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔"
(ملفوظات جلد۹ ص۲۶۸)

مسیح موعود اور مرزا قادیانی
مسیح موعود سے کیا مراد ہے؟

قارئین کرام! مسیح موعود سے مراد ہے وہ مسیح جس کے آخری زمانے میں آنے کا امت سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ مسیح ابن مریم ہیں۔
چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔
"یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئیاں ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔"
(ازالہ اوہام..... صفحہ ۵۵۷ خزائن صفحہ ۴۰۰ جلد ۳)

مرزا مسیح موعود نہیں' پہلا ثبوت

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں' نہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ بلکہ جو شخص مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہے وہ کم فہم ہے اور جو شخص اس کو مسیح ابن مریم کہے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ"

"اے برادران دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کردیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔"
(ازالہ اوہام..... صفحہ ۱۹۰ روحانی خزائن..... صفحہ ۱۹۲ جلد ۳)

نتیجہ

مرزا کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں کا نتیجہ دو اور دو' چار کی طرح واضح ہے کہ۔
الف..... چونکہ جس مسیح کے آنے کا وعدہ ہے وہ مسیح ابن مریم ہے۔
ب..... اور چونکہ مرزا کا دعویٰ مسیح ابن مریم کا نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں بلکہ جو شخص اس کو مسیح ابن مریم اور مسیح موعود کہے وہ مفتری اور کذاب ہے۔

مرزا قادیانی کو مسیح موعود کا زمانہ نصیب نہیں ہوا' دوسرا ثبوت

قارئین کرام! حضرت مسیح علیہ السلام آخری زمانے میں آئیں گے اور آخری صدی کے مجدد ہوں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی حدیث پاک کا حوالہ دے کر لکھتا ہے۔

پہلا نشان

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ (ابو داؤد)
"یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا..... اور یہ بھی اہلسنت کے درمیان متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ لو۔" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۳' روحانی خزائن صفحہ ۲۰۰-۲۰۱' جلد ۲۲)

قارئین کرام! مرزا قادیانی نے اس عبارت میں تین باتیں کہی ہیں۔
۱۔ حدیث نبوی ﷺ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا اور ممکن نہیں کہ نئی صدی شروع ہو اور نیا مجدد نہ آئے۔
۲۔ اہلسنت کا یہ اجماع و اتفاق کہ آخری صدی کے آخری مجدد حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔
۳۔ یہود و نصاریٰ کی موافقت میں مرزا کا یہ خیال کہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہے۔
مگر پندرھویں صدی شروع ہونے کے بعد یہ تیسری بات غلط نکلی کیونکہ حدیث نبوی ﷺ کی رو سے پندرھویں صدی میں بھی مجدد کا آنا ضروری ہے اور اس کے بعد جب سولہویں صدی شروع ہوگی تو اس پر بھی کوئی مجدد ضرور آئے گا۔ یہاں تک کہ آخری صدی پر آخری مجدد مسیح علیہ السلام ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ چودھویں صدی میں مرزا کا یہ دعویٰ کہ وہ مسیح موعود ہے' غلط تھا اور مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا۔

مسیح علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے' تیسرا ثبوت

"حدیث میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔"
(حقیقت النبوۃ..... صفحہ ۱۹۲' از مرزا محمود احمد)

مرزا قادیانی اپنے رسالہ "نشان آسمانی" میں شاہ نعمت اللہ ولی کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔
"تا چہل سال اے برادر من..... دور آں شہسوار می بینم
یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں دس برس کامل گزر بھی گئے۔"
(نشان آسمانی صفحہ ۱۴' روحانی خزائن صفحہ ۳۷۴' جلد ۴)

قارئین کرام! مرزا کا یہ رسالہ "نشان آسمانی" جون ۱۸۹۲ء میں لکھا گیا (جیسا کہ اس کی لوح پر درج ہے) مرزا لکھتا ہے کہ چالیس میں دس برس گزر چکے ہیں۔ گویا مسیح موعود کی عمر پوری کرنے کے لئے تیس سال ابھی باقی تھے۔ اب ۱۸۹۲ء میں تیس کا عدد جمع کیجئے تو ۱۹۲۲ء بنتے ہیں۔ گویا مسیح موعود کی مدت قیام پوری کرنے کے لئے مرزا کو ۱۹۲۲ء تک زندہ رہنا چاہئے تھا۔ مگر افسوس کہ مرزا نے سولہ برس بھی پورے نہ کئے بلکہ مئی ۱۹۰۸ء میں دنیا سے رخصت ہوا۔ معلوم ہوا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی غلط تھا اور چالیس سال زندہ رہنے کا جو الہام ہوا تھا وہ بھی جھوٹ تھا۔

مسیح علیہ السلام شادی کریں گے' چوتھا ثبوت

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام شادی کریں گے۔ (مشکوٰۃ..... صفحہ ۴۸۰)

مرزا قادیانی اپنے "نکاح آسمانی" کی تائید میں اس حدیث کو پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔
"اس پیش گوئی (یعنی محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کے نکاح آسمانی کی الہامی پیش گوئی۔ ناقل) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس

باقی ص ۱۸ پر

بقیہ۔ انگریز کا قبول اسلام

سلسلے میں کچھ نہ کچھ کرنے کی ہامی بھرلی۔
اسی برس دسمبر میں انجمن حمایت اسلام کا لاہور میں سالانہ اجلاس ہوا۔ صدر جلسہ نواب آف بہاولپور سر صادق محمد خان عباسی تھے۔ سر عبدالقادر نے میجر عبدالرحمٰن میبی کا نواب صاحب سے تعارف کرایا اور ان سے معاشی مدد کی درخواست کی۔ نواب صاحب نے میجر میبی کو بہاولپور اسٹیٹ فورس میں لیفٹیننٹ کرنل کے

عہدے کی پیشکش کی' جسے میجر نے بخوشی قبول کرلیا اور یوں میجر البرٹ ریزے میں جو قبول اسلام کے بعد میجر عبدالرحمٰن میں بن گئے تھے۔ ایک عرصے تک اس منصب پر فائز رہے۔

قارئین! آخر میں اگر اس نوجوان مسلمان فوجی کا ذکر نہ کیا جائے جس کی اسلام سے گہری وابستگی اور احکام خداوندی پر سختی سے عملدرآمد کی عادت نے ایک غیر مسلم کے قلب کو اسلام کی روشنی سے منور کیا تو زیادتی ہوگی۔ ہم اس نامعلوم فوجی کے نام سے تو واقف نہیں لیکن رب کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنی بے پایاں رحمتیں اس فرزند اسلام پر نازل فرمائے' جس کے عزم اور حوصلے نے اسے ہماری نظروں میں عظیم بنادیا ہے(آمین)۔

بقیہ۔ اسلامی زندگی میں علم کی اہمیت

ایک روایت ہے۔

"جو شخص گھر سے طلب علم کے لئے نکلا تو وہ جب تک گھر واپس نہ آجائے اللہ کی راہ میں ہے۔"

حضرت علیؓ کا قول ہے۔

"علم دولت سے بہتر ہے کیونکہ علم پاسبانی کرتا ہے جبکہ دولت کی پاسبانی تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم حکمرانوں پر بھی حکم چلاتا ہے اور اس سے دولت پہ حکمرانی بھی کی جاتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے جبکہ دولت خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔"

اسلام اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دیتا کہ علم کا دائرہ کسی خاص علم کے ساتھ محدود کردیا جائے بلکہ اسلامی تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے بغداد' قرطبہ اور ثمرقند کے تاریخی ادوار میں علم اور تعلیم کی جو وسعت دکھائی دیتی ہے وہ اس کا کھلا ثبوت ہے کہ اسلام نے حریت علم اور اشاعت تعلیم کو کس درجہ اہم تسلیم کیا۔ الغرض انسان کو علم ہی کی بدولت افضلیت اور نیابت ملی اور وہ کائنات کی پوری مخلوق پر سبقت لے گیا۔

بقیہ۔ بد خصلتی سے بگاڑ

حاصل ہوتی ہے جس نے انسان کو تخلیق کرکے زمین اس کے لئے قیام گاہ بنائی جو اپنی ہوا' اپنے پانی' اپنی روشنی اور حرارت اور اپنے پیدا کئے ہوئے دوسرے سامانوں سے انسان کی پرورش کررہی ہے۔ آج اصلاح معاشرہ اس امر کا متقاضی ہے کہ انسانوں کے اندر مشیت ایزدی اور فکر آخرت پیدا کی جائے اور قرآن و سنت کی روشنی میں خامیوں کے ازالے کی کوشش کی جائے۔

بقیہ۔ تحفظ شریعت کیوں؟

تشخص وابستہ ہے جس میں تبدیلی کا امکان نہیں۔ اس میں کسی طرح سرکاری غیر سرکاری مداخلت یا ترمیم و تنسیخ کی کوشش آئین و دستور کے بنیادی حق کے منافی اور شہریوں کے حق چھیننے کے ہم معنی ہوگی۔ مسلمانوں کا ہر ہر قول و عمل ان ہی اصولوں سے وابستہ ہے جن سے انحراف ایمانی ہلاکت ہے۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اسے ترقی یافتہ اور دور جدید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جدت و ترقی کی ایک ایسی لہر ہے کہ الاماں والحفیظ۔ دینی اور ملی معاملات و معتقدات میں بھی جدت و ترقی اور فیشن کی ایک عام وبا نے تو ہر کس و ناکس کو دین کے معاملے میں بھونڈی اور مکروہ رائے زنی کا مجاز بنادیا ہے۔ کچھ ایسی ہی چیزوں اور خصلتوں سے مرکب ہوجانے کے بعد دور جدید کے دانشور کہلانے کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

رونا آتا ہے ایسی دانشوری پر کہ بعض وہ مسائل جو خالص دینی ہونے کے ساتھ اس قدر نازک اور اہم ہیں کہ تھوڑی سی غفلت سے نہ صرف یہ کہ آخرت کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے بلکہ وہ ملت اسلامیہ کی عظمت پر بھی داغ لگ سکتا ہے۔ ان مسائل پر بھی غیر سنجیدہ بات کرتے ہیں۔ دانشور حضرات کو اگر دین کے معاملات میں معلومات نہیں ہیں تو خدارا تقریر و تحریر سے ملت اسلامیہ کی تباہی کا سبب نہ بنیں۔

شریعت اسلامی کے احکام و مسائل کی نزاکتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ ارشاد ہے۔

"اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنالینے سے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان باندھو۔"

(النحل)

بغیر کسی مستند شرعی کے کسی چیز کے بارے میں حلت و حرمت یا اپنی رائے دے دینا سخت جسارت اور اللہ پر بہتان باندھنا لازم آتا ہے۔ مسلمانوں کو اس آیت کے ذریعے ہدایت کی گئی ہے کہ کبھی بغیر شرعی ثبوت و ضرورت کے وہ حلت و حرمت کا حکم نہ لگائیں۔ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وجہ سے شہد اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے' اسے کیوں حرام کرتے ہیں۔" (تحریم پ ۲۸)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

"تمہارے رب نے تم پر جو قانون اتارا ہے اس پر چلو اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے اولیاء کی پیروی نہ کرو۔"

(اعراف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کسی حکم میں ترمیم یا تبدیل کرنے سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے جو اللہ کے پیامبر اور معصوم ہیں۔ پھر آج کیونکر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ احکام شریعہ کو ترمیم و تنسیخ کا نشانہ بنایا جائے۔

جس طرح اللہ کی تخلیق (لا تبدیل لخلق اللہ) میں کوئی ترمیم و تبدیل کا مجاز نہیں ہوگا اس طرح اللہ کے احکام (لا تبدیل کلمات اللہ) میں بھی تبدیل و تحریف کی قطعاً" کوئی گنجائش نہیں۔

بقیہ۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم کا کام ختم ہوا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک رہنما اور حاکم کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی تعمیل امت پر فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ اشارے پر جان و مال کی قربانی امت پر لازم ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دراصل قرآن کریم کے احکام کی تشریح ہیں اور قرآن انسانیت کے لئے تاقیامت ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ چونکہ قرآن کریم کے احکام کی مکمل پیروی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم کی سنت کی روشنی میں نہ سمجھا جائے' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی امت پر واجب ٹھرائی ہے۔

خواہشات کی پیروی

"اس کے بعد اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم کو دین کے معاملے میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے لہٰذا تم اس پر ہو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔" (سورۃ الجاثیہ آیت ۱۸)

"پھر کیا تم نے اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟" (سورۃ الکہف آیت ۲۳)

"کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو تم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور جس نے اپنی خواہشات نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جس کا طریق کار افراط اور تفریط پر مبنی ہے۔" (سورۃ الکہف آیت ۲۸)

"کیا کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنالیا ہو اور کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان میں سے بھی گئے گزرے۔"

(سورۃ الفرقان آیت ۴۳۔۴۴)

بقیہ۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

چوکیداری کرنے کا وقت ہے۔ اگر آپ سوئے رہے تو مسیلمہ کذاب کی روحانی اولاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتی رہے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عالمگیر پیغام عالم میں پہنچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مالی' وقتی اور قلمی معاونت فرمایئے۔ اگر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے جام کوثر پینا چاہتے ہیں تو ناموس رسالت کی پاسبانی کیجئے۔

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

لیکن

اس کے باوجود آپ کی

لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے

آپ کی رقم سے

مسلمانوں کو

مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ

قادیانیوں سے خرید و فروخت

کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں

سے لین دین کرتے ہیں اور

قادیانی کارخانوں کی مصنوعات

استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت لین دین کے ذریعے

قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی

ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ

اپنے مرکز ربوہ میں

جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی

کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی

مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار

و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ

ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں

اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں

براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے۔ قادیانی فنڈ ... مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ

ملتان (پاکستان) فون ۴۰۹۷۸

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M.160

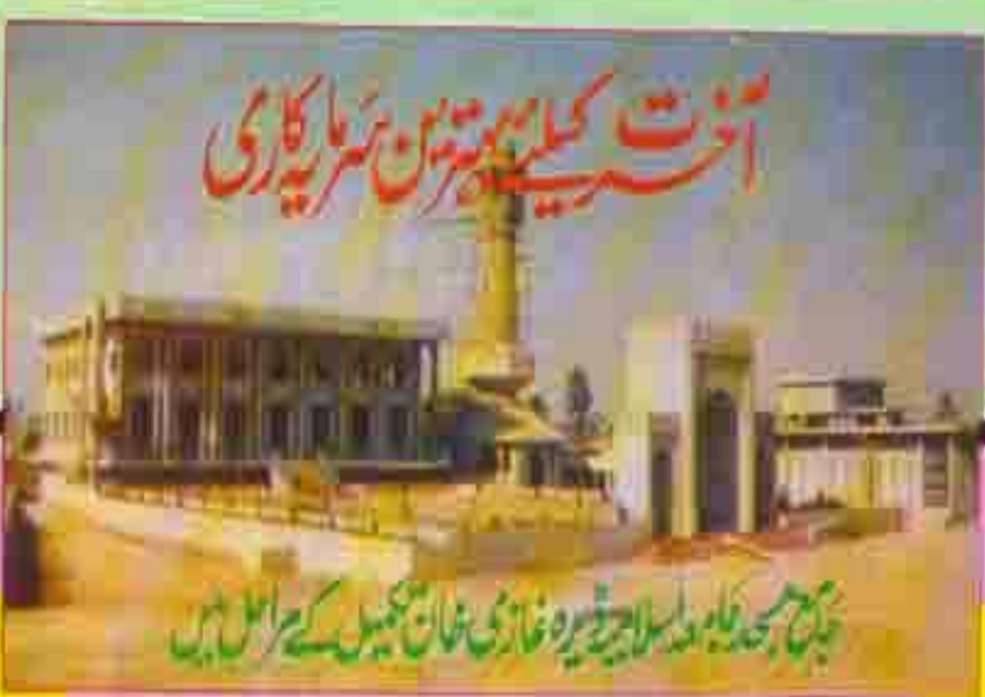

جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان اسلامی علوم و فنون کی عظیم الشان روحانی دینی تربیت گاہ جہاں آٹھ سال کے عرصہ میں بچوں کو حفظ قرآن، تجوید اور [illegible] کرایا جاتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق درس نظامی کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔ شہر سے بچوں کو لانے، واپس پہنچانے کے لئے مفت ٹرانسپورٹ کا انتظام، دارالاقامہ (ہاسٹل) میں دو سو طلباء کے لئے رہائش، خوراک، علاج کا مفت انتظام۔ جامعہ میں اس وقت تین سو طلباء زیر تعلیم ہیں۔ سینکڑوں طلباء داخلہ کے خواہشمند ہیں۔ جامعہ کا اس وقت ماہانہ خرچ ایک لاکھ روپیہ سے زائد ہے۔ حکومت سے کسی قسم کی کوئی گرانٹ قبول نہیں کی جاتی ہے۔ جامعہ کا سارا مالیاتی [illegible] ہے۔ جامعہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اس کی توسیع کے لئے پانچ ایکڑ [illegible] لاکھ روپیہ خرید لیا گیا ہے۔ جامعہ کا پہلا تعمیری مرحلہ عظیم الشان جامع مسجد کی تعمیر تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد دوسرا مرحلہ جامعہ اسلامیہ کی جدید تعمیر ہوگا۔ جامع مسجد کی فوری تکمیل کے لئے المونیم کے دروازے، کھڑکیاں، بجلی کی مکمل فٹنگ، پنکھے، ٹیوب لائٹس، لاؤڈ اسپیکر، دریاں، [illegible] رنگ روغن، گیلری اور [illegible] میں ماربل کا فرش [illegible] ہے۔ تاکہ اللہ کا یہ عظیم الشان گھر جلد مکمل ہو سکے۔

حضرات! اس جامعہ میں زیر تعلیم مسافر، یتیم اور نادار طلباء آپ کی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات کے صحیح [illegible] مستحق ہیں۔

براہ راست بھیجنے والوں کے لئے

جامعہ اسلامیہ اکاؤنٹ نمبر ۲۱۰ حبیب بینک لمیٹڈ مین برانچ کوڈ نمبر ۲۰۱۶ ڈیرہ غازی خان پاکستان۔

کراچی کے احباب کے لئے جامعہ کی طرف سے ماہانہ چندہ کی تحریک شروع کی گئی ہے۔ اس عظیم صدقہ جاریہ میں شامل ہونے کے لئے حضرات فون نمبر [illegible] پر اپنا نام، مکمل پتہ اور فون نمبر لکھوا دیں۔ جامعہ کا نمائندہ ہر ماہ آپ کی خدمت میں آکر جامعہ کی رسید دے کر چندہ وصول کرے گا۔

آپ کے گرانقدر تعاون کا متمنی : عبدالستار رحمانی۔ خادم جامعہ اسلامیہ

رحمانیہ کالونی [illegible] ڈیرہ غازی خان پاکستان۔ فون [illegible]